کشمیر۔ اشاعت و فروغ اسلام میں صوفیاء و سلاطین کی مساعی

ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم*

اسلام کی آمد سے قبل کشمیر جغرافیائی طور پر بھارت، تبت، چین اور نیپال سے منسلک ہونے کے باعث ان علاقوں کے مذہبی، تہذیبی، معاشرتی، ثقافتی اور اخلاقی اثرات کا حامل تھا۔ بالخصوص مذہبی اعتبار سے انہی کے زیر اثر یہاں ناگ مت، بدھ مت، ہندو مت اور شیو مت کے افکار و تصورات غالب تھے۔ مقامی طور پر "رشی" سلسلہ تصوف بھی بہت مقبول تھا، جس کے بانی شیخ نورالدین نورانی تھے، جنہیں ہندو "نند رشی" کے نام سے موسوم کرتے۔ یہ سلسلہ اسلامی تصوف سے قریب تو تھا، مگر اسلامی تصوف ہرگز نہیں تھا۔ تاہم بعض رشیوں کے سیرت و کردار نے اشاعت اسلام کا راستہ ہموار کرنے میں معاونت کی۔

عہد ماقبل اسلام میں کشمیر میں ہندومت کو نمایاں حیثیت حاصل تھی۔ ذات پات کے ہندوانہ تصور کے سبب چار حصوں میں تقسیم کشمیری معاشرہ میں ہندو برہمنوں کو نہ صرف مذہبی قیادت حاصل تھی بلکہ خصوصی مراعات کے ساتھ سیاسی اور انتظامی معاملات میں تصرف اور مداخلت کے حقوق بھی حاصل تھے۔ جب کشمیر میں اسلام کی کرن پھوٹی تو ایک طرف جھوٹے خداؤں سے بیزار اور حقیقی مالک و معبود کے حضور جبین نیاز خم کرنے کو تیار اہل کشمیر نے اسلام کا والہانہ استقبال کیا تو دوسری طرف انہی رجعت پسند اور متعصب برہمنوں نے اسلام کی آمد پر شدید احتجاج کیا مگر اسلام کو نہ دبنا تھا اور اہل حق کو نہ جھکنا۔ لہٰذا بہت جلد خطہ کشمیر میں اسلام کو نمایاں برتری حاصل ہوئی۔[1]

---

* شعبہ عربی، گورنمنٹ کالج۔ فیصل آباد

اشاعت اسلام کا آغاز

مورخین اس امر پر متفق ہیں کہ برصغیر پاک و ہند میں خطہ کشمیر ہی وہ علاقہ ہے جہاں دیگر علاقوں کی بہ نسبت اسلام قدرے تاخیر سے پہنچا۔ ساتویں صدی ہجری کے اختتام تک کشمیر میں کوئی شخص مسلمان نہ تھا۔ ۷۱۳ء میں محمد بن قاسم سندھ میں داخل ہوا' جو تسخیر ملتان کے بعد کشمیر سے ملحق علاقہ "پنج ابیات" تک تو پہنچا' مگر آگے نہ بڑھ سکا اور یہیں سے واپس ہوگیا۔

محمد بن قاسم کی فوج کا ایک شامی سپاہی حمیم بن سامہ[۲] راجہ داہر کے بیٹے جے سیہ کے ہمراہ ۷۱۳ء میں کشمیر آیا۔ یہ پہلا مسلمان تھا' جو کشمیر میں داخل ہوا[۳]۔ اگرچہ اس کا مقصود تبلیغ و دعوت اسلام نہ تھا تاہم حاکم کشمیر راجہ رائے نے اس کے اخلاق حسنہ اور معتقدات و افکار سے متاثر ہو کر تعمیر مساجد کی اجازت دے دی۔[۴]

اس کے بعد کچھ عرب تاجر بھی کشمیر پہنچے۔ اور معروف سیاح مارکوپولو کے مطابق تیرھویں صدی عیسوی کے آخر تک کشمیر میں تبلیغ اسلام تو نہ شروع ہوئی تاہم مسلمانوں کی باقاعدہ آبادی قائم ہوچکی تھی۔ اور اہل کشمیر مسلمانوں کے رہن سہن' خوراک و لباس کے پاکیزہ طریقوں سے متاثر ہونا شروع ہوگئے تھے۔

۷۲۵ھ میں سید عبدالرحمٰن (بلبل شاہ) ترکستان سے اپنے بارہ مریدوں کے ہمراہ تبت کے راستے کشمیر تشریف لائے۔ ان کی تعلیمات اور انداز عبادت سے متاثر اور اپنے وزیر "شاہ مر" کی صالح صحبت کے باعث لداخ کا بہادر اور قابل سردار "رنچن" مشرف بہ اسلام ہو کر "صدرالدین" کے نام سے موسوم ہوا۔[۵] اس کے قبول اسلام کے ساتھ ہی "الناس علی دین ملوکھم" کے مصداق دس ہزار افراد بھی دولت ایمان سے بہرہ ور ہوئے۔[۶]

صدرالدین کے قبول اسلام سے کشمیر میں تبلیغ و اشاعت اسلام کا راستہ تو ہموار ہوا مگر کشمیر کی سیاسی و ثقافتی زندگی میں چند مساجد کی تعمیر اور لنگرخانوں کے قیام کے سوا کوئی خاص انقلاب رونما نہ ہوا۔ نہ ہی حکومتی سطح پر اشاعت اسلام کے سلسلے میں براہ راست قدم اٹھایا گیا' نہ حوصلہ افزائی کی گئی۔ کشمیر کی معاشرت پر ابھی تک ہندو تہذیب و ثقافت کے اثرات غالب اور نمایاں تھے' جنہیں نہ صرف عوام بلکہ ارباب اقتدار بھی اپنائے ہوئے تھے۔ تاہم اسلامی تعلیمات کی پاکیزگی' سادگی اور مساوات کے نظریات نے ہندو معاشرے بالخصوص ادنیٰ طبقہ کے ہندوؤں کو خصوصیت کے ساتھ متاثر کیا۔[۷]

نومسلم صدرالدین جسے کشمیر کے پہلے مسلم حکمران کا اعزاز حاصل ہوا' قبول اسلام کے بعد اپنی باقی حیات مستعار کے فقط دو سال مسند اقتدار پر فائز رہا۔ اس دوران اگرچہ اسے تبلیغ و

اشاعت اسلام کے لیے نمایاں خدمات سرانجام دینے کا موقع نہ ملا' تاہم اپنی دانش مندی اور مثالی عدل و انصاف کے باعث اہل کشمیر کے لیے ہندوؤں کی چیرہ دستیوں' بدامنی اور انتشار و خلفشار سے نجات دہندہ ثابت ہوا۔ مزیر برآں اس نے "شاہ مر" کو اپنا وزیراعظم مقرر کر کے اسلامی تعلیمات کے فروغ' مضبوط اسلامی معاشرہ کے قیام' اسلامی تہذیب و ثقافت کی ترویج اور سیاسی غلبہ کی داغ بیل ڈال دی۔(۸)

کشمیر میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں "شاہ مر"(۹) کے نمایاں کردار کے علاوہ امیرکبیر سید علی ہمدانیؒ کی مساعی کو اساسی اہمیت حاصل ہے۔ ان میں سے مقدم الذکر نے اقتدار کے ایوان اور موخر الذکر نے محراب و منبر اور خانقاہ سے اشاعت و فروغ اسلام کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ اس طرح شاہ مر اور سید علی ہمدانیؒ کشمیر میں فروغ و غلبہ اسلام کے لیے مصروف عمل رہنے والے دونوں طبقات ۔ سلاطین و صوفیاء ۔ کے سرخیل قرار دیئے جا سکتے ہیں۔

یہ طے کرنا ازحد مشکل ہے کہ دونوں طبقات میں سے کس کی مساعی اس ضمن مین زیادہ اور موثر ہے۔ بیک نظر صوفیاء و مشائخ اور علماء کی مساعی اور کردار نہ صرف زیادہ بلکہ کلیدی حیثیت کا حامل ہے' مگر سلاطین اسلام کی کوششیں اور مخلصانہ جدوجہد اور تبلیغ اسلام کی مساعی کی سرپرستی بلکہ تعاون بھی کسی طور کم اہمیت کا حامل نہیں۔ یہ کہا جائے تو ازحد مناسب ہوگا کہ دونوں طبقات نے ایک دوسرے کے تعاون و راہنمائی سے اسلام کو کشمیر میں رائج کرنے اور اہل کشمیر کی سیاسی' سماجی' ثقافتی اور مذہبی زندگی میں انقلاب لانے کا ایسا کارعظیم سرانجام دیا کہ پندرھویں صدی عیسوی کے اختتام تک ۹۵ فیصد اہل کشمیر حلقہ بگوش اسلام ہو کر اپنی زندگیوں کو نور اسلام سے منور کر چکے تھے۔

عہد اسلامی کی نمایاں خصوصیات

کشمیر میں اشاعت اسلام کے لیے صوفیاء و سلاطین کی مساعی کا تفصیلی جائزہ لینے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کشمیر اور اہل کشمیر پر اسلام کے احسانات' اور عہد اسلامی کے نمایاں امتیازات و خصوصیات کا اجمالی تذکرہ کردیا جائے' جو یہ ہیں :

۱۔ ہندو عہد کی بدانتظامی' بدامنی اور طوائف الملوکی کا خاتمہ۔

۲۔ مغلیہ سلطنت کے ساتھ روابط کے نتیجے میں سیاسی استحکام۔

۳۔ ہندو' جابر' عیاش اور بدکردار حکمرانوں کے جبر و قہر اور ظلم و ستم سے مظلوم کشمیریوں

کی نجات۔

۴۔ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، مخلص، بے لوث اور باکردار و ہمدرد و غمگسار مسلم سلاطین کی عوامی فلاح و بہبود میں بھرپور دلچسپی سے اہل کشمیر کی عزت نفس کی بحالی اور معاشرتی مسائل کا حل۔

۵۔ امیر و غریب اور حاکم و محکوم، اونچ نیچ ذات اور دیگر طبقاتی امتیازات کا خاتمہ۔

۶۔ سالہاسال سے رواج پذیر خرید و فروخت غلاماں کی ممانعت۔

۷۔ برہمنوں کی ہمہ جہت بالادستی کا خاتمہ اور علماء و صوفیاء اور سادات کا بلند مقام۔

۸۔ کئی مذاہب کے متضاد افکار و عقائد، توہم پرستانہ نظریات کے مقابل نظریہ توحید کی ترویج۔

۹۔ گلی گلی اور چپے چپے پر قائم مندروں اور ان میں موجود ہزاروں بتوں کی پرستش کی بجائے مساجد کا قیام اور الہ واحد کی عبادت۔

۱۰۔ مجبور و محکوم اور غلامانہ ذہنیت کا خاتمہ۔

۱۱۔ انداز معاشرت میں باوقار تبدیلی، اخوت اسلامی اور عظمت انسانی کے تصوارت کی ترویج۔

۱۲۔ ہندو راجوں مہاراجوں کی طرف سے خواتین کو بے حرمت، بے آبرو کرنے اور اپنے عیش و نشاط کے لیے استعمال کرنے کے بدترین دور کا خاتمہ اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں احترام و تقدس نسواں کی پاسداری، تعلیم اور دیگر معاشرتی حقوق کی ضمانت۔

۱۳۔ دیگر اہل مذاہب کے ساتھ رواداری اور حسن سلوک کا لازوال مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں اپنی مذہبی تعلیمات و عقائد پر عمل کی مکمل آزادی اور تحفظ۔ ان کے بزرگوں اور مذہبی راہنماؤں کا احترام اور ان کی سماجی و مذہبی تقریبات میں شرکت۔

۱۴۔ فروغ علم کے لیے مدارس و مکاتب کا قیام، طلبہ کی امداد و وظائف اور بیرون کشمیر سے علماء و فضلاء کو درس و تدریس کے لیے کشمیر آنے اور مقامی طالبان علم کو بیرون ملک ایران و ترکستان، قندھار و ہرات، مکہ و بغداد جا کر حصول علم کے مواقع۔

۱۵۔ فروغ علم اور ثقافتی رابطوں کے نتیجے میں کشمیر کی تہذیب و ثقافت پر مثبت اثرات اور کشمیری ثقافت کی بیرون کشمیر منتقلی کی صورت میں بین الاقوامی رابطوں کا آغاز۔

۱۶۔ اہل کشمیر کو فنی علوم خطاطی، کاغذ سازی، جلد بندی کی تعلیم کے ذریعے معاشی استحکام کے مواقع۔

۱۷۔ مقامی فنون چوب کاری' پچی کاری' نقاشی' اونی کپڑے کی صنعت' ریشم سازی کی سرپرستی۔

۱۸۔ ہندو اور بدھ فن تعمیر کی بجائے اسلامی فن تعمیر کی ترویج۔

۱۹۔ درس گاہوں میں نیزہ بازی' شمشیر زنی' شہ سواری اور دیگر فنون حرب کی تربیت کے ذریعے اپنی عزت و آبرو' وطن اور دین کے تحفظ کے جذبہ اور جرات کی جلاء کے ساتھ بہادر و دلیر قوم کی تشکیل۔ فنون حرب میں مہارت اور اعلیٰ صلاحیت کے پیش نظر سلاطین کی فوجوں میں بھرپور شمولیت کے ذریعے معاشی استحکام اور مضبوط فوجی قوت کی تنظیم۔

۲۰۔ سنسکرت کی بجائے فارسی اور عربی کی ترویج' علمی ذخائر کا ترجمہ' علوم و فنون کی کشمیر میں منتقلی۔ ان دونوں زبانوں کے امتزاج سے نئی کشمیری زبان کو وجود۔(۱۰)

عہد اسلامی میں تصنیف و تالیف

کشمیر میں عہد اسلامی کے مذکورہ بالا امتیازات اور فروغ اسلام کے اثرات کے علاوہ عربی اور فارسی زبان میں تفسیر' حدیث' فقہ' تصوف' تاریخ اور شعر و ادب کا ایک بہت بڑا اور وقیع علمی ذخیرہ علماء کی تصانیف و تالیف کے نتیجے میں تخلیق ہوا۔

ایران و ترکستان اور برصغیر کے ساتھ ثقافتی' علمی اور سیاسی و جغرافیائی روابط کے سبب فارسی کی کشمیر میں ترویج اور ۵۰۰ سال تک سرکاری زبان رہنے کے نتیجے میں وسیع فارسی ادب کی تخلیق کا جواز تو موجود تھا مگر فروغ اسلام اور اسلامی دنیا و مراکز علم سے روابط کے نتیجے میں عربی زبان میں گراں قدر تصانیف کا وجود میں آنا نہ صرف حیران کن ہے بلکہ عہد اسلامی کا ایک نمایاں وصف اور امتیاز بھی ہے۔

کشمیر میں تخلیق پانے والا عربی و فارسی ادب برصغیر کے ادب کے ہم پلہ تھا مثلاً برصغیر میں لکھی گئی مطول کی آٹھ شروح میں سے دو کشمیر کے علماء ملا محسن کشمیری اور شیخ نور محمد کشمیری نے لکھیں۔(۱۱)

فارسی ادب کے نمایاں مصنفین میں امیر کبیر سید علی ہمدانی' میر محمد ہمدانی' رضی الدین کشمیری' داؤد بن حسن کشمیری' شیخ یعقوب صرفی' بابا داؤد مشکواتی' خواجہ اسحاق قاری' مولانا مراد کشمیری' مولانا حسین خباز' نصیب مسکین' خواجہ معین نقشبندی' شیخ مراد رفیعی' حاجی محمد کشمیری اور محمد امین ڈار شامل ہیں۔

کشمیر میں گیارہویں صدی ہجری عربی کی اشاعت و مقبولیت اور تصنیف و تالیف کا دور ہے۔

عربی کے نمایاں مصنفین میں بھی امیر کبیر سید علی ہمدانی (م ۷۸۶ھ) کا نام سرفہرست ہے' جنہوں نے تقریباً" ۲۰ عربی کتب تصنیف کیں' ان کے علاوہ شیخ یعقوب صرفی (م ۔ ۱۰۰۳ھ) کی ۱۵ تصانیف' سید محمد ہمدانی (م ۸۵۴ھ) حاجی محمد کشمیری (م ۱۰۰۶ھ) ' ابوالفتح کلو (م ۱۱۰۰ھ) ملا محمد امین کشمیری (م ۱۱۰۹ھ)' خواجہ معین الدین نقش بندی (م ۱۰۸۵ھ) ' ملا محسن کشمیری (م ۱۱۱۹ھ) ' ملا محمد حسن کاشو ' ملا نور محمد کشمیری (م ۱۱۸۵ھ) ' محمد نور بخش ' رضی الدین (م ۹۶۰ھ)' ملا فیروز (م ۹۷۳ھ) ' حاجی محمد کشمیری (م ۱۰۰۶ھ) ' مولوی جلال الدین' مولانا جمال الدین ' میر عبداللہ بیہقی (م ۱۳۲۰ھ) ' میر سید سعید اندرابی (م ۱۲۸۰ھ) ملا مصطفیٰ خان (م ۱۲۷۳ھ) اور ملا محمد سعید گندھو' خواجہ شاہ نیاز' خواجہ محمد ٹوپی گرو وغیرہ شامل ہیں[۱۲]۔

کشمیر کے علماء میں سے مولوی خیرالدین ابوالخیر کشمیری کو فتاویٰ عالمگیری مرتب کرنے والے علماء میں شامل کیا گیا' جبکہ فرخ سیر نے فتاویٰ کے ترجمے کے لیے کشمیر ہی کے علامہ عبیداللہ کو مقرر کیا۔ جبکہ طب پر ایک جامع کتاب کفایہ منصوری' سلطان زین العابدین کے شاہی طبیب منصور بن محمد بن احمد بن یوسف نے لکھی' جو ہندوستان میں کئی بار طبع ہوئی۔

فروغ اسلام کی مساعی

کشمیر میں اشاعت و فروغ اسلام اور اہل کشمیر کی زندگیوں میں ہمہ جہت انقلاب ان گراں قدر مساعی کا مرہون منت ہے' جو علماء و صوفیاء اور سلاطین و سادات نے سرانجام دیں۔

سادات

یہ طبقہ ان افراد پر مشتمل تھا جو چودھویں صدی عیسوی میں منگولوں کے عتاب سے بچتے ہوئے خطہ کشمیر میں پناہ گزین ہوئے۔ یہاں کے پرامن ماحول کی کشش' سلاطین کی سرپرستی اور خصوصی لطف و کرم' اور آل رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہونے کے باعث عوام الناس میں قدر و منزلت اور بھرپور احترام و عقیدت میسر آنے کے سبب مستقلاً " یہیں قیام پذیر ہوگئے۔ اس طبقہ نے ایک طرف ایوان سلطنت میں منصب افتاء و قضا سنبھال کر تو دوسری طرف مسند رشد و ہدایت اور درس و تدریس پر فائز ہو کر اشاعت اسلام کے لیے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

علماء کرام

اس طبقہ میں ان شیوخ و اساتذہ کی بہت بڑی تعداد تھی جو ایران و ترکستان سے صوفیاء کے ہمراہ کشمیر آئے یا سلاطین وقت کی دعوت پر تشریف لائے۔ انہوں نے مساجد و مدارس اور خانقاہوں میں اہل کشمیر کی دینی و اخلاقی تربیت اور اسلامی دنیا کے مراکز علمی میں رائج نظام تعلیم و

نصاب تدریس کے مطابق طالبان علم کو سیراب کیا۔

مقامی درس گاہوں میں تکمیل نصاب کے بعد اکثر طلباء اعلیٰ تعلیم کے لیے بیرون کشمیر اسلامی مراکز علمی کا رخ کرتے۔ جہاں مختلف علوم و فنون کی مہارت کے بعد اپنے وطن واپس آکر یہ علماء بھی خطہ کشمیر میں درس و تدریس کے لیے یا تو موجود درس گاہوں سے وابستہ ہوجاتے یا مختلف علاقوں میں نئ درس گاہیں قائم کرلیتے۔

ان علماء نے جو سادہ طرز زندگی کے حامل ہوتے' اپنی جڑیں عوام الناس میں بہت گہری اور مضبوط رکھیں۔ تعلیم و تدریس کے علاوہ معاشرتی معاملات میں دلچسپی' عوامی مسائل سے آگاہی' معاشرہ سے بدعات اور دیگر برائیوں کے خاتمہ کے لیے تعلیم و تربیت کی مختلف النوع سرگرمیوں میں مصروف رہتے۔

ان علماء نے بھی سلاطین وقت کی درخواست پر قاضی' مفتی اور شیخ الاسلام کے مناصب قبول کیے۔ اور اسلام کے فلاحی سیاسی نظم کو مستحکم کرنے میں حکمرانوں کی مخلصانہ مساعی میں شرکت کی۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ کشمیر کے حکمران یعقوب چک (۱۵۸۶ء) کی سیاسی تنگ نظری اور مذہبی تعصب کی بناء پر کشمیر میں پیدا ہونے والی بدامنی اور بدانتظامی کے خلاف شیخ یعقوب صرفی (م ۱۵۹۴ء) کی قیادت میں علماء کشمیر کا ایک وفد سلطنت مغلیہ کے فرمانروا شہنشاہ اکبر کے پاس گیا اور اسے کشمیر پر حملہ کر کے اسے سلطنت مغلیہ میں شامل کرنے کی دعوت دی۔[۱۴]

علمائے کشمیر کی خدمات میں سے ایک اہم خدمت تصنیف و تالیف ہے' جس کا اجمالی تذکرہ گزشتہ سطور میں کیا جا چکا ہے۔ تصنیف و تالیف کی جانب علماء کی خصوصی توجہ کے نتیجے میں اسلامی علوم کا بیش قیمت ذخیرہ ترجمہ اور تشریح و توضیح کے ذریعے کشمیر میں منتقل ہو کر اہل کشمیر کو مبادیات اسلام اور ان کے تقاضوں سے متعارف کرانے کا سبب بنا۔ اسی طرح تفسیر' حدیث' فقہ' تاریخ' شعر و ادب اور دیگر اصناف و فنون میں تیار ہونے والے بیش قیمت علمی ذخیرہ نے جہاں اہل کشمیر کو اسلام کی حقیقی تعلیمات اور عقائد و نظریات سے روشناس کرایا' وہیں خطہ کشمیر کو قلیل عرصہ میں بڑے مرکز علم میں تبدیل کر کے ملت اسلامیہ کے علمی دھاروں میں شامل کردیا۔

ممتاز علماء کشمیر اور ان کی تصنیفی خدمات

علماء کشمیر میں جن مصنفین کا تذکرہ اور ان کی تصنیفات کی قلمی نسخوں کی تفصیلات کتب تاریخ و تذکرہ میں موجود ہیں' وہ یہ ہیں:

سید علی ہمدانی (م ۷۸۶ھ)

کشمیر کے سب سے بڑے مبلغ و مصنف اور صوفی' سلسلہ تبلیغ و اسلام کے بانی' ۷۷۴ھ میں ترکستان سے کشمیر وارد ہوئے۔ ترکستان سے اپنے ہمراہ علماء و فضلاء اور صوفیاء کی ایک بڑی جماعت اور قیمتی و نادر کتب پر مشتمل اپنا ذخیرہ کتب لے کر آئے۔ ۱۷۰ سے زائد عربی و فارسی تصانیف کا ذکر مختلف تذکروں میں موجود ہے۔ جن میں ۲۰ عربی اور ۶۳ فارسی کتب دستیاب ہیں۔

معروف کتب میں ذخیرۃ الملوک' اوراد فتحیہ' عقبات' مرآۃ التائبین' منازل السالکین' شرح اسماء الحسنیٰ' المودۃ فی القربیٰ وغیرہ شامل ہیں۔ امیر کبیر نے سری نگر میں ایک عظیم الشان مدرسہ اور کتب خانہ بھی قائم کیا۔

محمد مراد کشمیری (م ۱۱۳۱ھ)

ممتاز علمائے کشمیر خواجہ ابوالفتح کلو اور ملا یوسف کادسی کے شاگرد۔ کشمیر کے دوسرے بڑے کثیرالتصانیف عالم جن کی ۴۰ تصانیف کتب تاریخ و تذکرہ میں بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے تاویلات قرآنی' چہل حدیث (متفق علیہ) اور شرح چہل حدیث نمایاں ہیں۔

شیخ یعقوب صرفی (م ۱۰۰۳ھ)

علمائے کشمیر میں سے انہیں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے استاذ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ مفسر قرآن' فقیہہ' محدث' صوفی و شاعر' نثر نگار اور سیاست دان کی ہمہ جہت حیثیت کے مالک' ابن حجرؒ سے حدیث پڑھنے اور سند لینے والے یہ معروف عالم کشمیر کے ممتاز علماء کے سرخیل تھے۔ امیر کبیر علی ہمدانی کے بعد فارسی و عربی کے سب سے بڑے عالم قرار دیئے گئے۔ ان کی ۱۱ تصنیفات جن میں مطلب الطالبین ۔(تفسیر) نمایاں ہے' کا ذکر ملتا ہے۔

خواجہ معین الدین نقشبندی (م ۱۰۸۵ھ)

زبدۃ التفاسیر (عربی) تفسیر "شرح القرآن معینی" ' فتاویٰ نقشبندیہ' رسالہ رضوانی' مرآۃ طیبہ اور کنزالسعادۃ کے مصنف۔

خواجہ ابوالفتح کلو (م ۱۱۰۰ھ)

علم الکلام اور مسائل فقیہہ کے استخراج کے ماہر' محقق اور باکمال عالم۔ برصغیر میں رد شیعہ پر لکھی گئی تین کتب میں سے "سیف الساہین" کے مصنف۔

ملا محمد محسن کشمیری (م ۱۱۱۹ھ)

کشمیر کے باکمال اور ممتاز عالم و مصنف ۔ "رد الشیعہ" کے عنوان سے برصغیر میں لکھی گئی تین میں سے دوسری کشمیری تصنیف کے مصنف ۔ تفتازانی کی "المطول" پر حواشی لکھے۔

سید میر محمد ہمدانی (م ۸۵۴ ھ)

امیر کبیر علی ہمدانی کے صاحبزادے ۔ ممتاز صوفی اور عالم ۔ منطق پر نجم الدین قزوینی کے "الشمسیہ" کی عربی شرح تحریر کی۔

نصیب مسکین (م ۱۰۴۷ھ)

تذکرۂ اولیا اور تصوف کے علمی مسائل پر "نورنامہ" کے مصنف۔

ملا احمد بن عبدالصبور

بزرگان کشمیر کے حالات سے متعلق تصنیف "خوارق السالکین" لکھی۔

ملا حسن کاشو کاشمیری

تمام عمر تعلیم و تدریس میں بسر کی ۔ فقہ کی کتاب "الھدایہ" کی شرح لکھی۔

مولانا حسین خباز (م ۱۰۵۲ھ)

تصوف پر معروف کتاب "ھدایتہ الاعمیٰ" تصنیف کی۔

خواجہ اسحٰق قاری

تصوف پر "چلچلتہ العارفین" مرتب کی۔

ملا امین کشمیری (م ۱۱۰۹ھ) کشمیر کے ثقہ عالم و مصنف کے طور پر معروف۔ عربی "شرح التہذیب" پر حاشیہ تحریر کیا۔

ملا نور محمد کشمیری (م ـ ۱۱۸۵ھ)

"شرح جامی" اور المطول پر عربی حاشیہ لکھا۔

بابا داؤد خاکی (م ۹۹۴ھ)

شیخ الاسلام" "ورد المریدین" "دستور السالکین" اور مجمع الفوائد کے مصنف۔

شیخ مراد رفیعی

"انتباہ در ذکر اولیاء اللہ" کے مصنف۔

محمد امین ڈار (م ۱۰۹۴ھ)

"قطرات" اور تصوف میں "رسالہ ضروریہ" تصنیف کیں۔

سید محمد نور بخش (م ۸۶۹ھ)

فرقہ نور بخشیہ کے بانی۔ فقہی مسائل میں معروف کتاب "فقہ احوط" تصنیف کی۔

دیگر مصنفین میں شیخ داؤد بن حسن کشمیری (م ۔ ۹۹۴ھ) مولانا رضی الدین کشمیری و شیخ داؤد حسن (شیخ یعقوب صرفی کے استاذ)' اور بابا داؤد مشکواتی (م ۱۰۹۷ھ) ' عبدالرشید محمد کشمیری' شیخ سلیمان اور ملا محمد سعید کشمیری' جبکہ تیرہویں صدی ہجری میں نابغہ عصر مولانا محمد انور شاہ کاشمیری شامل ہیں۔

اساتذہ کبار

کشمیر کے ایسے علماء جنہوں نے درس و تدریس کو اپنی زندگیوں کا نصب العین بنایا' اور ہزارہا طالبان علم کو مروج دینی علوم اور دیگر فنون سے آراستہ کر کے تبلیغ و اشاعت اسلام میں کردار ادا کیا' ان میں سے چند اساتذہ کبار درج ذیل ہیں۔

شیخ حمزہ مخدوم (م ۹۸۴ھ): حدیث' تفسیر اور فقہ کے بہت بڑے عالم اور دیگر دینی علوم میں بے نظیر۔

مولانا عبدالغنی کشمیری : کشمیر کے فحول علماء میں شمار کیا گیا۔

مولانا طاہر کشمیری : ہزاروں طلباء ان کے علمی تبحر اور فیضان سے مستفید ہوئے۔

ملا یوسف چک : اپنے عہد کے ممتاز عالم' فقیہہ اور باحث و مدرس۔

مولانا جمال الدین کشمیری : سلطان قطب الدین کی فرمائش پر بیرون کشمیر سے یہاں "مستقلا" قیام پذیر ہوئے' اور درس و افادۂ عام میں مصروف رہے۔ عربی ادب' فقہ' حدیث اور اصول حدیث کے ممتاز و معروف عالم تھے۔

مفتی فیروز کشمیری (م ۹۷۷ھ): کشمیر کے مفتی کے منصب پر فائز رہے' اور عمر کا بیشتر حصہ درس و تدریس میں مشغول رہے۔

مولانا نصیر الدین کشمیری (م ۹۲۶ھ) : علمائے کبار میں شامل تھے۔ اور بڑے بڑے علماء نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔

مفتی قوام الدین کشمیری (م ۱۲۱۹ھ) : خانقاہ اویس میں عرصہ دراز تک درس و تدریس کا فرض سرانجام دیا۔

اخواند ابوالوفا کشمیری (م ۱۱۷۹ھ) : ممتاز عالم' فقیہہ اور مفتی کشمیر (۱۵)۔

اشاعت اسلام میں صوفیائے کرام کا کلیدی کردار

خطہ کشمیر اپنے فطرتی سکون' قدرتی مناظر' پرامن ماحول اور جمال فطرت کے باعث عارفان حق کے لیے پرکشش تھا' لہٰذا یہ تصوف کا مرکز بنا۔ بیرون کشمیر ایران و ترکستان سے آنے والے کثیر التعداد اور مقامی صوفیاء کرام کا کشمیر میں فروغ و اشاعت اسلام کے سلسلہ میں کردار بنیادی اور کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ ان صوفیاء کو اہل کشمیر کی مذہبی و روحانی سیادت تو حاصل تھی ہی' معاشرتی' تہذیبی اور ثقافتی معاملات کے ساتھ سیاسی امور پر بھی ان کی نظر گہری اور حیثیت نہ صرف مسلمہ بلکہ موثر بھی تھی۔ نقطہ عروج پر پہنچے ہوئے ان کے اثرات کشمیر کی اجتماعی زندگی میں انقلابی تبدیلیوں کا باعث بنے۔

اشاعت اسلام کا پہلا قدم اٹھانے کا فخر بھی حضرت عبدالرحمٰن بلبل جو کشمیر میں آنے والے پہلے بزرگ تھے' کو حاصل ہوا۔ اور امیر کبیر سید علی ہمدانی' اور ان کے رفقاء کے علاوہ ہمراہ آنے والے صوفیاء و علماء کی ایک بڑی تعداد نے اشاعت اسلام کے منظم اور مربوط سلسلے کا آغاز کیا۔ یہ دونوں بزرگ مکتب تصوف کے سرخیل تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بلبل کے آغاز اور امیر کبیر علی ہمدانی کے مستحکم کردہ نظام خانقاہی اور تصوف کے مراکز اور اہل تصوف کو مورخین کے نزدیک اگرچہ شاہ میری اور چک خاندانوں کے عہد حکومت میں بے پناہ مقبولیت و پذیرائی حاصل ہوئی' تاہم حقیقت یہ ہے کہ آغاز اسلام کے روز اولین سے لے کر آج اعلائے کلمتہ اللہ اور آزادی کے جہاد تک اہل کشمیر کا اسلام سے مضبوط رابطہ انہی صوفیائے کرام کی ہمہ جہت مساعی کا نتیجہ اور انہی کے گہرے اثرات کا تسلسل ہے۔

مورخین کے مطابق کشمیر کے صوفیائے کرام کی مجموعی تعداد ایک لاکھ پچیس ہزار ہے۔(۱۷)

جبکہ توزک جہانگیری کے مطابق صرف عہد جہانگیر میں دو ہزار بزرگ کشمیر میں موجود تھے۔ (۱۸)

صوفیاء کی پذیرائی

خطہ کشمیر میں صوفیاء کی اتنی بڑی تعداد اور ایک ہی وقت میں دو دو ہزار صوفیاء کی موجودگی کا ایک سبب عوام میں وہ پذیرائی ہے جو انہیں حاصل ہوئی۔ اہل کشمیر کے روح و قلب کی تسخیر میں

جہاں ان کا علم و فضل، تقویٰ و تدین اور خوارق و کرامات سبب بنے وہیں درج ذیل عوامل بھی صوفیاء کو فاتح زمانہ بنا گئے۔

۱۔ صوفیاء نہ تو تارک الدنیا تھے اور نہ فنا فی الدنیا۔ وہ اپنے تمام تر زہد و تقویٰ اور خلوت و مراقبوں اور تزکیہ و تربیت کے معمولات کے ساتھ ساتھ بھرپور معاشرتی تقاضے اور فرائض ادا کرتے۔

۲۔ ان کی زندگی سادگی سے عبارت اور تکلفات سے پاک ہوتی۔ یعنی زندگی کا کوئی ایسا ڈھنگ صوفیاء نہ اپناتے جو انہیں عمومی معاشرتی زندگی سے علیحدہ کر دیتا۔ اور متلاشیان حق ان فاصلوں کو عبور نہ کر سکتے۔

۳۔ اہل تصوف کے ہاں نہ کوئی حجابات تھے نہ امتیازات، مساوات انسانی کے اصولوں پر کاربند، خانقاہی ماحول میں کسی وسیلے اور رابطے کے بغیر عوام کی رسائی ممکن تھی۔

۴۔ صوفیاء اپنی خانقاہوں میں بند رہنے کی بجائے عام مسلمانوں کے معاشرتی اور ثقافتی معمولات میں بھرپور حصہ لیتے۔ وہ شادی بیاہ اور خوشی و غم کے مواقع پر اپنے پیروکاروں کے ساتھ نہ صرف شامل ہوتے، بلکہ ان کے مسائل و ضروریات سے آگاہ اور ان کے حل میں معاون و مددگار ہوتے۔

۵۔ وہ اپنے پیروکاروں کو نہ صرف ظلم و عدل کے تقاضے سمجھاتے، بلکہ ظلم کے خلاف خانقاہوں سے نکل کر رسم شبیری ادا کرتے ہوئے بھرپور آواز بلند کرتے۔

دراصل اہل کشمیر عہد اسلامی سے قبل کے ادوار میں مذہبی، سیاسی، معاشرتی، معاشی بنیادوں پر شدید ناانصافیوں، عدم مساوات اور بدترین مظالم کا طویل عرصہ گزار چکے تھے، جبر و قہر اور ظلم و ستم کے ایسے گھٹے ہوئے ماحول میں غیرفطری طبقات کا خاتمہ، مساویانہ سلوک، رواداری، ہمدردی و خلوص اور عزت نفس کی بحالی کے ساتھ قبول حق سے فکر و نظر اور روح و قلب میں پرسکون تبدیلی نے اہل کشمیر کو صوفیاء کا اس قدر والا و شیدا بنا دیا کہ وہ اب ان کی راہوں میں آنکھیں بچھاتے اور اشاروں پر جان لٹا دیتے۔ صوفیاء کی اسی مقبولیت سے بعض حکمران شدید خائف رہے اور بعض نے اشاعت و فروغ اسلام میں صوفیاء کی راہنمائی میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

سلاسل تصوف

خالص اسلامی تصوف جو ایران و ترکستان کے صوفیاء و علماء کے وعظ و تبلیغ اور سلسلہ بیعت و خلافت سے مروج ہوا، سے قبل کشمیر ناگامت کی رسومات، برہمن مت کی خلوت پسندی، بدھ مت

کی رہبانیت اور شومت کی تصوریت پر مشتمل مختلف عقائد و نظریات اور توہمات کا شکار تھا۔ انتشار ذہنی کے اس ماحول میں اسلامی تصوف پروان چڑھا اور خوب پھلا پھولا۔ بعد کے ادوار میں ماقبل اور بعد ازا اسلام کے ادوار تصوف کی نظریاتی پیوندکاری سے "کشمیری تصوف" کے نام پر مقامی تصوف وجود میں آیا' جس کے بانی نند رشی (شیخ نور الدین نورانی) تھے۔

اسلامی تصوف کے یہ سلسلے کشمیر میں مقبول ہوئے۔

۱۔ قادریہ :

۲۔ سہروردیہ :

۳۔ نقش بندیہ :

۴۔ کبراویہ :

۵۔ نور بخشیہ : (سید علی ہمدانی کے خلیفہ و شاگرد سید محمد نور بخش اس کے بانی تھے۔ یہ سلسلہ بلتستان میں مقبول ہوا۔)

۶۔ اندرابیہ : (سلطان سکندر بت شکن کے عہد میں خاندان سادات اندرابیہ کے بزرگ علامہ سید شمس الدین اندرابی نے اس سلسلہ کا آغاز کیا)۔

۷۔ رضویہ : (امام علی رضا کی طرف منسوب اس سلسلہ کے بانی ایران سے آنے والے سید حسن قمی رضوی تھے)[19]

۸۔ رشی : (اس سلسلے کے بانی نورالدین رشی تھے۔ جو چرار شریف میں مدفون ہیں۔)

اس امر کا تعین کرنا مشکل ہے کہ کون سا سلسلہ کس عہد اور کشمیر کے کس علاقے میں مقبول رہا۔ تاہم اس کا کچھ اندازہ صوفیائے کرام کے تفصیلی تذکروں اور ان کے عہد سے لگایا جاسکتا ہے۔ البتہ یہ بات طے ہے کہ مذکورہ سلاسل تصوف سے وابستہ صوفیاء و صلحاء' ہر عہد میں کم یا زیادہ بہرحال موجود ضرور رہے اور اشاعت و تبلیغ اسلام میں اپنا کردار ادا کرتے رہے۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ "رشہ" سلسلہ تصوف بہت سے غیر اسلامی افکار و نظریات اختیار کرنے کے باعث حقیقی اسلامی تصوف سے قریب نہ رہ سکا۔ تاہم اس کے نمایاں وابستگان میں سے للہ عارفہ اور نورالدین نورانی رشی اہل کشمیر کی عقیدت کا مرکز رہے۔

صوفیاء کی ہمہ جہت مساعی

کشمیر میں اشاعت اسلام کے ضمن میں صوفیاء عظام کی مساعی نہ صرف بنیادی اور کلیدی اہمیت کی حامل تھیں' بلکہ مختلف النوع اور ہمہ جہت تھیں' جن کے ذریعے معاشرے کے ہر طبقہ

پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ ان مساعی کا اجمالی ذکر درج ہے:

۱۔ تبلیغ و دعوت

یہ صوفیاء کی جدوجہد کا نقطہ اولین اور محور تھا۔ اپنے وعظ و نصیحت اور رشد و ہدایت کے سلسلوں اور طریق کار کے ذریعے اہل کشمیر کو تعلیمات اسلامی سے آگاہ کر کے قبول اسلام پر آمادہ کیا۔ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ ان کوششوں کے نتیجے میں پندرہویں صدی عیسوی کے آخر تک کشمیر کے ۹۵٪ باشندے اسلام قبول کر چکے تھے۔ ان لوگوں نے نہ صرف جوق درجوق اسلام قبول کیا بلکہ برضا و رغبت اپنے مندر گرا کر انہیں مساجد میں تبدیل کیا۔ صوفیاء کرام میں سید علی ہمدانی کے ہاتھوں ۳۷ ہزار افراد کے قبول اسلام کی متعدد روایات موجود ہیں۔[۲۰] جبکہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (ص ۳۰۵، ج ۔ ۳) کے مطابق ۱۶۶۱ء میں حضرت میاں میر قادری لاہوری کے خلیفہ ملا شاہ قادری کشمیر آئے تو ان کے ہاتھوں پر ہزاروں افراد نے قبول اسلام کی سعادت حاصل کی۔ اسی طرح روایات کے مطابق پہلے مبلغ و صوفی حضرت عبدالرحمٰن بلبل نے دس ہزار افراد کو مسلمان کیا۔ صاحب نزھتہ الخواطر نے (ج ۵، ص ۱۴۰) میں خواجہ خاوند محمود نقشبندی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: "بایعہ الوف من الناس" یعنی انہوں نے ہزاروں افراد کو بیعت اسلام سے مشرف کیا۔

۲۔ حکمرانوں کو دعوت اسلام

کشمیری معاشرہ میں اہل اقتدار کو خصوصی اہمیت حاصل تھی۔ قوت و طاقت کے بل بوتے پر اہل کشمیر پر ان کے اثرات بھی گہرے تھے۔ بلکہ ہر معاشرے کی طرح کشمیر کے باشندے بھی امراء و حکمرانوں کے ذہنی و فکری تابع دار تھے۔ "الناس علیٰ دین ملوکھم" کے مصداق صوفیاء نے حکمران طبقہ کو سب سے پہلے اپنی دعوت و تبلیغ کا ہدف بنایا۔

اس حوالے سے بھی حضرت بلبل شاہؒ نے راجہ رنچن دیو کو مائل بہ اسلام کیا اور بالآخر وہ دولت ایمان سے نہ صرف خود سرفراز ہوا بلکہ اس کے خاندان کے کئی سرکردہ افراد اور اہل کشمیر بڑی تعداد میں مسلمان ہوئے۔ امیر کبیر کے فرزند سید محمد ہمدانی نے برہمن وزیر سوہابھٹ (سیہ بٹ) کو قبول اسلام کی دعوت دی جو اپنے اہل خاندان سمیت مسلمان ہوا اور ملک سیف الدین کا اسلامی نام اختیار کیا۔ میر ہمدانیؒ کی تبلیغی کوششوں اور تعمیر خانقاہ و مساجد میں معاون بنا۔ اسی طرح سید محمد نور بخش (م ۔ ۸۶۹ھ) نے اسکردو کی ریاست "شگر" کے حکمران "غازی تھم" کو مسلمان کیا۔ جس کا اسلامی نام غازی امیر رکھا گیا۔ انہی کی کوششوں سے "خپلو" کے راجہ نے بھی

اسلام قبول کیا۔[21] شاہ فرید الدین قادریؒ نے ۱۰۷۵ھ میں وادی کشتوار کے راجہ "کرت سنگھ" کو مسلمان کیا۔[22]۔ خواجہ طارق رفیق آشائی سہروردی نے پرگنہ ویر ناگ کے مقتدر برہمن "اور سو" کو مسلمان کیا۔

۴۔ سلاطین کی تربیت و راہنمائی

ملک صدرالدین (رنچن) کے قبول اسلام (۱۳۲۰ء) سے مسلم حکمرانوں کے عہد حکومت کا آغاز تو ہوگیا' مگر اس کی وفات کے بعد ۱۳۲۳ء سے ۱۳۳۹ء کے ۱۶ سالہ عہد میں کوٹہ رانی اور اویان دیو کی صورت میں وقفہ آگیا' جس کے بعد ۱۳۳۹ء میں "شاہ میر" کے عہد سلطنت سے مسلسل سلاطین اسلام کا دور حکومت شروع ہوا۔

اس عہد میں صوفیاء نے مسلم حکمرانوں کو تربیت اور راہنمائی کا مرکز اور ہدف بنایا۔ یہ نہ صرف صوفیاء کی دور رس نگاہوں کا کمال تھا' بلکہ ہندو معاشرت و ثقافت کے زیراثر ہر طبقہ کی معاشرت میں نمایاں تبدیلیوں کی ضرورت کا تقاضا بھی تھا۔ لہٰذا اسلامی تعلیمات اور عقائد و نظریات کی ترویج و استحکام کے لیے ایوان ہائے سلطنت کو مرکز نگاہ بنایا گیا۔

صوفیاء نے سلاطین کی تربیت و راہنمائی کے لیے درج ذیل طریقے اختیار کیے۔

اولاً" وعظ و نصیحت : اس حوالے سے امیر کبیر علی ہمدانیؒ کا کردار بہت نمایاں اور نتیجہ خیز ہے۔ وہ حق گوئی و بے باکی میں بے مثال تھے۔ اکثر حکام آپ کے ارادت مند' اشاروں پر قربان ہونے کو تیار رہتے اور تعمیل احکام کو سعادت سمجھتے۔ لہٰذا امیرؒ ان کی حاضری پر اور بنفس نفیس ان کے پاس جا کر انصاف' حق پرستی' خدا خوفی اور عوام دوستی کی تلقین کرتے اور انہیں رفاہ عامہ کے کاموں کی نصیحت کرتے۔

ثانیاً" خط و کتابت : امیر کبیر نے ہی سلطان قطب الدین کے نام خطوط کے ذریعے مختلف مسائل پر رہنمائی اور تربیت کا فرض سرانجام دیا۔ امیر ہمدانیؒ کے یہ مکتوبات مجموعے کی صورت میں موجود ہیں۔[23]

ثالثاً" تصنیف کتب : امیر کبیر علی ہمدانی نے سلاطین کے لیے ذخیرۃ الملوک' عقبات اور مرآۃ التائبین لکھیں۔ ان میں سے "ذخیرۃ الملوک" معروف کتاب ہے جس میں سلاطین کو بھاری فرائض سنبھالنے اور ذمہ داریاں ادا کرنے کی نصیحت کے علاوہ یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ کافر و مسلم کے امتیاز کے بغیر اپنی رعایا کی صلاح و فلاح کے کام کریں۔ اس کتاب میں انہوں نے وہ اصول بھی بیان کیے جن پر ہر مسلمان حکمران کو اپنی نجی اور عوامی زندگی میں سختی کے ساتھ کاربند رہنا چاہئے۔[24]

تذکروں کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد میں صوفیاء و علماء اپنی تصانیف و تالیف کو یا تو حکمرانوں کی فرمائش پر مرتب کرتے' یا ان کی اصلاح اور بعض امور پر توجہ دلانے کے لیے لکھ کر انہیں پیش کرتے' جیسا کہ خواجہ معین الدین نقشبندی (م ۱۰۸۵ھ) نے عربی تفسیر "زبدۃ التفاسیر" بادشاہ عالمگیر کی خدمت میں پیش کی۔

رابعاً" اتالیق کا تقرر: سلاطین کی فرمائش یا ازخود ان کی مستقل تربیت و راہنمائی کی خاطر اتالیق علماء کا تقرر۔ امیر ہمدانی نے جمال الدین محدث اور سید کمال جیسے فاضل علماء کو سلطان قطب الدین کے التماس پر آداب دین سکھانے کے لیے متعین کیا۔(۲۵)

امیر کبیر علی ہمدانیؒ کے صاحبزادے امیر محمد ہمدانیؒ کی راہنمائی اور مشوروں کے نتیجے میں سلطان سکندر بت شکن نے تبلیغ اسلام کی مساعی میں پرجوش حصہ لیا۔

سلاطین کی اصلاح و تربیت وعظ و نصیحت کی مختلف کوششوں اور رابطوں کے باوجود صوفیاء نے کبھی ذاتی مفادات نہیں حاصل کیے۔ نہ قرب شاہی کی تمنا و دلچسپی کا اظہار کیا' نہ اس کے لیے کوشش کی۔ اگرچہ بعض حکمران خانقاہوں میں حاضر بھی ہوتے اور مرشد کی ہدایات کی روشنی میں خانقاہوں' لنگر خانوں' مساجد اور مدارس کا قیام اور ان کے مصارف کے لیے جاگیریں وقف کرتے' مگر صوفیاء نے اپنی ذات کے لیے کبھی کچھ طلب نہیں کیا۔ غالباً" عظمت کردار کا یہی وہ موثر پہلو تھا' جس نے سلاطین کو صوفیاء کا گرویدہ بنائے رکھا۔ دوسری طرف سلاطین نے بھی صوفیاء کے نہ تو مذہبی معاملات میں مداخلت کی' نہ ہی معاشرتی معاملات کی اصلاح میں کسی سطح پر بھی رکاوٹیں کھڑی کیں۔

۴۔ سیاسی امور میں مثبت کردار

صوفیائے کشمیر نے بالعموم سیاسی معاملات میں براہ راست شرکت نہیں کی' بلکہ انہوں نے سلاطین کی تربیت و راہنمائی اور غیر شرعی امور سلطنت کے بارے میں توجہ دہی کا طرز عمل اختیار کیا' مگر دو ایسے واقعات کا تذکرہ بھی ملتا ہے' جو اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ بعض شدید حالات میں بالخصوص مذہبی معاملات میں مداخلت' اور تعصب و انتہاء پسندی کے مواقع پر صوفیاء نے اپنا کردار سرانجام دیا۔

ا۔ یعقوب چک کے عہد میں شیعہ سنی جھگڑوں کی وجہ سے اہل سنت کے لیے حالات ناسازگار ہونے کی باعث شیخ حمزہ مخدوم کی ہدایت پر شیخ یعقوب صرفی' شیخ طاہر رفیق آشائی اور حضرت داؤد خاکی پر مشتمل ایک وفد اکبراعظم کے پاس گیا' اور اسے تسخیر کشمیر کی دعوت دی۔ جس نے حملہ کر کے کشمیر کو ۱۵۸۶ء میں سلطنت مغلیہ میں شامل کرلیا۔

۴۔ شیعہ سنی اختلافات کے پس منظر میں ہی نواب ظفر خان (۱۰۵۰ - ۱۰۴۳ھ) اہل سنت کے قائد اور ممتاز صوفی خواجہ خاوند محمودؒ کے گہرے اثرات سے شدید خائف تھا۔ اور اپنے سیاسی اقتدار کے لیے انہیں خطرہ سمجھتا تھا۔ ایک بار جب شیعہ سنی فساد میں کشت و خون کے بعد قاضی ابوالقاسم و قاضی محمد عارف نے اہل تشیع کی جانبداری کی' تو اہل سنت خواجہ خاوند محمود کی زیر قیادت شہر سے باہر نکل گئے۔ اور حاکم کو سخت سرزنش کی۔ اگرچہ وہ خواجہ خاوند محمود اور دیگر اہل سنت کو منا کر واپس لے آئے' مگر سیاسی امور میں خواجہ خاوند محمود کی شرکت بلکہ ایک گروہ کی عملی قیادت اور اثر و رسوخ کے پیش نظر اپنی حکومت کی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے "شاہ جہان" کو اطلاع کر دی۔ جس کے نتیجے میں خواجہ خاوند محمود کو کشمیر چھوڑ کر لاہور منتقل ہونا پڑا۔ (۲۶)

۵۔ معاشرتی اصلاحات

صوفیاء کرام نے وعظ و تبلیغ' تلقین و نصیحت کے ساتھ سلاطین کے تنفیذی اختیارات کے تعاون سے اہل کشمیر کی معاشرتی زندگی میں جو انقلابی تبدیلیاں کیں' وہ یہ تھیں:

۱۔ نو مسلم کشمیری مسلمان تو ہوگئے' مگر ایمان کے عملی تقاضوں اور شریعت کو نظام حیات بنانے کے تقاضوں سے نا آشنا ہونے کے ساتھ توحید کے حقیقی تصور سے محروم تھے۔ جس کے نتیجے میں وہ مسلمان ہونے کے باوجود بت کدوں میں آتے جاتے رہتے۔ صوفیاء نے حقیقی تصور توحید عطا کیا' اور شریعت کے عملی تقاضے سمجھائے۔ لہٰذا مسجد کے علاوہ دیگر عبادت گاہوں میں آمد و رفت ختم اور اس کے اثرات سے مسلمان محفوظ ہوئے۔

۲۔ ہندوانہ رسم و رواج اور طرز معاشرت کا خاتمہ۔

۳۔ برہمنوں کی تکریم کا خاتمہ۔

۴۔ عوام اور حکمرانوں کے افکار و عقائد میں ہندو نظریات ابھی تک موجود تھے' ان کا خاتمہ ہوا۔

۵۔ نئے دین سے آشنا ہونے کے باعث دین میں من مانی اور نئی چیزیں شامل ہونے لگیں۔ صوفیاء نے ان کا تدارک کیا۔

۶۔ ہندو عقیدہ کے مطابق رائج ستی کی رسم ممنوع قرار دی گئی۔

۷۔ غلاموں کی خرید و فروخت کا غیرانسانی فعل ترک کر دیا گیا۔

۸۔ خواتین کا احترام و تقدس' انہیں شادی کے مسئلہ پر اظہار رائے کا حق دیا گیا۔

۹۔ غیراسلامی لباس جو حکمرانوں اور عوام میں رائج تھا' اس کا خاتمہ' امیر علی ہمدانیؒ نے

کشمیر کا موجودہ لباس رائج کیا۔

۱۰۔ منشیات کے استعمال اور خرید و فروخت کا خاتمہ۔

۱۱۔ رقص و سرود کا خاتمہ۔

۱۲۔ طبقاتی امتیازات کا خاتمہ اور سادہ طرز زندگی کی ترویج۔

۱۳۔ امراء و حکمران اور غرباء و عوام کے درمیان فاصلوں کا خاتمہ۔

۱۴۔ عوامی فلاح و بہبود ۔ اجتماعی معاملات میں حکمرانوں کی شرکت اور رواداری' ہمدردی و محبت اور احترام کا سلوک۔

۱۵۔ علم و فن کی ترقی سے ذہنی افق کی وسعت اور معاشی ترقی و استحکام۔

۱۶۔ مجبور و مقہور اور مظلوم معاشرہ کی بجائے اسلامی فلاحی معاشرہ کی تشکیل۔

۱۷۔ اہل کشمیر کو ملت اسلامیہ کے رابطوں میں مربوط کردیا گیا۔

۶۔ تعلیم و تدریس اور فنی تربیت

صوفیائے کشمیر نے شرعی علوم کی تدریس اور مختلف فنون کی عملی تربیت کے لیے سلاطین کی مدد سے مختلف علاقوں میں درس گاہیں اور کتب خانے قائم کیے۔ جہاں بیرون کشمیر سے آئے ہوئے سینکڑوں علماء متعین کیے گئے۔ طلباء کے وظائف کے لیے سلاطین سے تعاون حاصل کیا گیا۔ ان درس گاہوں سے کشمیر اور بیرون کشمیر کے ہزاروں طلباء مستفید ہو کر جابجا چراغ علم جلانے میں مصروف رہے۔

۷۔ تصنیف و تالیف

صوفیاء کے تذکروں اور تواریخ کشمیر میں صوفیاء کی دعوتی و تبلیغی اور اصلاحی کوششوں کے ساتھ ساتھ تصنیفی خدمات کا ذکر بہت نمایاں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ صوفیائے کشمیر شریعت و طریقت کے ساتھ علم و عمل میں بے حد ممتاز اور منفرد تھے۔ اور تقریباً ہر صوفی بیک وقت عالم بھی تھا اور مدرس بھی' روحانی مرشد بھی اور مصنف و مولف اور شاعر بھی۔[۲۷]

صوفیاء کی تصنیفی خدمات کا کچھ تذکرہ "علمائے کشمیر اور ان کی تصنیفی خدمات" کے زیر عنوان کیا جاچکا ہے۔

۸۔ خانقاہی نظام

صوفیائے کشمیر کی ہمہ جہت مساعی کا مرکز خانقاہیں تھیں۔ صوفیاء کبار نے یہ خانقاہیں سلاطین کے تعاون سے کشمیر کے مختلف پرسکون اور خوبصورت مقامات پر قائم کیں۔ بالعموم عمدہ فن تعمیر

سے آراستہ' وسیع احاطوں پر مشتمل خانقاہ کے ساتھ مسجد' مدرسہ' زائرین کے حجرے' مریدوں' درویشوں اور خادموں کے مکانات تعمیر کیے جاتے۔ اس خانقاہ کے ساتھ لنگرخانہ بھی قائم ہوتا جس کے مصارف اور دیگر اخراجات کے لیے متعدد سلاطین نے پرگنے اور جائیدادیں وقف کر رکھی تھیں۔

خطہ کشمیر میں جابجا موجود خانقاہیں اہل کشمیر کی عقیدتوں کے مراکز تھیں' جہاں وہ علم و معرفت کے رموز سے آگاہ ہوتے' اور ذکر و فکر کی مجالس میں شرکت کے ساتھ اپنی روحانی تربیت کا سامان کرتے ہوئے سلوک کی منازل طے کرتے۔ ان خانقاہوں میں آنے والوں کو اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کے لیے محنت و ریاضت کا عادی بنایا جاتا۔ یہاں مدارس کے فارغ التحصیل نوجوان علماء بھی آتے' جو مدارس کی تعلیم میں رہ جانے والی کمی کو پورا کرتے اور شریعت و طریقت کے عملی تقاضوں سے آگاہی حاصل کرتے۔ اس روحانی اور اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ کشمیر کے مخصوص طبقاتی پس منظر میں ان خانقاہوں کو معاشرتی اصلاح کے مراکز کی حیثیت بھی حاصل ہوگئی۔ جہاں امیر و غریب' حاکم و محکوم' عالم و جاہل سب اپنے باطن و ظاہر کی درستگی کے لیے آتے اور ایک ہی جگہ مل بیٹھتے۔ اس کے نتیجے میں صدیوں سے قائم مختلف طبقاتی امتیازات اور فاصلوں کو نہ صرف ختم کرنے میں مدد ملی' بلکہ ان طبقوں کے افراد کے لیے ان خانقاہوں نے رابطہ مراکز کا کام بھی سرانجام دیا۔

ان خانقاہوں کا نظام انتہائی سادگی اور خلوص و عقیدت پر قائم تھا۔ جہاں علم و معرفت اور شریعت و طریقت کے بلند مقامات پر فائز صوفیاء عظام صبح و شام اپنے سینکڑوں مریدوں اور خلفاء سمیت کسی روک ٹوک اور حجاب و امتیاز کے بغیر طالبان رشد و ہدایت کو مجالس ذکر و فکر اور ریاضت و عبادت کے ذریعے مدارج و منازل سلوک طے کراتے۔ یہاں وقتاً" فوقتاً" صوفیاء کے وعظ و نصائح کی محفلیں قائم ہوتیں۔ اور تصوف و روحانیت کے درس دیئے جاتے۔

بڑے صوفیاء یہاں لوگوں سے بیعت لے کر مرید بناتے' اپنے خلفاء کا تقرر کرتے' اور انہیں مختلف علاقوں میں جا کر ایسی خانقاہوں کی تعمیر اور لوگوں کی روحانی و اخلاقی تربیت کی ہدایت کرتے۔ پیر یا صوفی کبیر کی وفات کے بعد بالعموم ان کے جسد خاکی' انہی کی خانقاہوں میں سپرد خاک کئے جاتے اور یہ خانقاہیں زیارت گاہ خاص و عام بن جاتیں' جہاں ہر سال مدفون بزرگ کے یوم وفات پر عرس منعقد کیے جاتے۔

پیر کی وفات کے بعد علمی' روحانی' اخلاقی اور ذہنی اعتبار سے اصلح خلیفہ مسند رشد و ہدایت پر فائز ہوتا۔ امتداد زمانہ کے ساتھ ان خانقاہوں میں متعدد خلفاء اور صوفیاء کی تدفین اور مزارات

تعمیر کے ساتھ انہیں مراکز انوار و تجلیات اور مرجع خاص و عام کی حیثیت حاصل ہوئی۔

کشمیر کی معروف خانقاہیں

خانقاہ بلبل شاہ

یہ خانقاہ خطہ کشمیر میں قائم ہونے والی اولین خانقاہ ہے۔ جسے ۱۳۲۰ء میں سلطان صدر الدین (رنچن شاہ) نے قبول اسلام کے بعد اپنے مرشد و مربی اور کشمیر کے پہلے مبلغ و صوفی حضرت عبدالرحمان بلبل شاہ کے لیے دریائے جہلم کے کنارے تعمیر کروائی۔ سلطان نے اس کے ساتھ ایک لنگرخانہ اور مسجد بھی تعمیر کی اور کئی گاؤں اس کے لیے وقف کیے۔(۲۸)

خانقاہ معلیٰ

کشمیر کے سب سے بڑے مبلغ، صوفی اور عالم و مصنف امیرکبیر سید علی ہمدانیؒ کے صاحبزادے میر محمد ہمدانیؒ نے سلطان سکندر بت شکن کے عہد (۷۹۸ھ) میں سری نگر میں دریائے جہلم کے کنارے اس عظیم الشان خانقاہ کی بناء ڈالی۔ آغاز نویں صدی ہجری سے آج تک اس خانقاہ کو کشمیر کے مستقل تبلیغی، مذہبی، اخلاقی، سیاسی اور روحانی مرکز کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ تصوف، تفسیر، علوم قرآن، حدیث اور فقہ کی عظیم درس گاہ کے علاوہ کشمیری مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت اور دین کی داستان عظمت کے طور پر بھی معروف ہے۔ بعض مورخین نے اسے کشمیر کا مقدس ترین مقام بھی قرار دیا ہے۔ یہاں سینکڑوں صوفیاء اور بزرگوں کی قبریں بھی موجود ہیں۔

اس خانقاہ کی عمارت بھی شاندار فن تعمیر اور جاہ و جلال کا عمدہ نمونہ ہے۔ اپنے عہد کی دیگر اسلامی عمارات کی طرح دیودار کی لکڑی سے تعمیرکردہ اس کی عمارت دو منزلہ اور تین تہوں پر مشتمل اہرامی طرز کی چھت پر مشتمل ہے۔ اس کی طرف آنے والے راستے چاروں طرف سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ اس کے مینار بھی لکڑی کے بنے ہوئے ہیں، جبکہ دروازوں، چوکھٹوں اور چھت کے اندرونی حصوں پر پھولوں کے دلکش نقش و نگار کشمیری فن چوب کاری کا لازوال نمونہ پیش کرتے ہیں۔

اس خانقاہ میں ۹۹۲ھ / ۱۵۸۷ء میں حاجی محمد کشمیری نے شرح حصن حصین تحریر کی، اور شیخ حسین خوارزمی (م ۹۳۷ھ) کے خلیفہ شیخ بابا والیے کشمیری (م۔ ۱۰۰۱ھ) کشمیر آکر قیام پذیر ہو کر مرجع خواص و عوام رہے۔ اس خانقاہ میں شاہ ہمدان علی ہمدانی کے کئی تبرکات بھی موجود ہیں۔(۲۹)

حضرت بل

ماضی اور دور حاضر کا یہ معروف و مقدس ترین مقام آنحضور علیہ الصلواۃ والسلام کے موئے

مبارک' اور عمامہ مقدس کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زین پر مشتمل تبرکات کے حوالے سے بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے۔ عہد عالمگیر میں یہ تبرکات مدینہ منورہ کے ایک متولی سید عبداللہ سے' جو ہندوستان آیا' حاصل کر کے خانقاہ خواجہ اجمیر میں رکھ دیئے گئے۔ جنہیں عالم گیر کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حکم ملنے پر کشمیر منتقل کردیا گیا۔ ان تبرکات کے لیے ڈل جھیل کے مغربی کنارے، خانقاہ حضرت بل کی تعمیر ہوئی۔ جہاں یہ تبرکات رکھ دیئے گئے۔ اس خانقاہ کے لیے عالمگیر نے تین گاؤں وقف کیے۔ ان تبرکات اور یہاں مدفون متعدد صوفیاء و بزرگان دین کے مزارات کے باعث اسے ہر دور میں اہم مذہبی اور سیاسی و روحانی مرکز کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ کشمیر کے مسلمان ہر اہم کام شروع کرنے سے پہلے یہاں حاضری دینا ضروری اور خیر و برکت کا موجب سمجھتے ہیں۔ کشمیر کے حکمرانوں اور امراء کی ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ ان کی دستار بندی یہاں ادا کی جائے۔ یہاں ہر سال ۲۶ ' ۲۷ رجب کو موئے مبارک کو عام زیارت کے لیے رکھ دیا جاتا ہے۔ جہاں سارے کشمیر سے لاکھوں مسلمان دیوانہ وار آکر تبرکات و موئے مبارک کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔

خانقاہ فیض پناہ نقشبندیہ

یہ خانقاہ اولا" موضع اشم میں بڈ شاہ نے میر محمد امین اویسی کے لیے تعمیر کرائی' جو بہترین نقش و نگار سے آراستہ اور فن تعمیر کا عمدہ نمونہ تھی۔ دریائے "بہت" کے کنارے اس عالی شان خانقاہ کے ساتھ مسجد' مدرسہ اور حجرے و مکانات بھی موجود تھے۔ اس خانقاہ کو کشمیر کی بڑی یونیورسٹی کا درجہ حاصل تھا۔ جہاں ہزاروں مسلم اور غیر مسلم طلباء حصول علم کے لیے آتے۔

میر اویسی کے انتقال کے بعد اس خانقاہ و درس گاہ کی رونق ختم ہوگئی۔ عہد جہانگیری میں خواجہ خاوند محمودؒ اس کی لکڑیاں دروازے لے آئے اور ۱۰۱۷ھ میں سری نگر کے بازار خواجگان' جو اب خواجہ بازار کے نام سے معروف ہے کے قریب "خانقاہ فیض پناہ نقش بندیہ" تعمیر کی۔ اس خانقاہ کو بھی اپنے عہد میں خواجہ خاوند محمود اور ان کے صاحب زادے خواجہ معین الدین کے حوالے سے ممتاز اور مرکزی اہمیت حاصل ہوئی۔ خواجہ خاوند محمود کے عہد شاہجہانی میں لاہور منتقل ہوجانے کے بعد ان کے بیٹے خواجہ معین الدین مسند رشد و ہدایت پر فائز ہوئے اور کشمیر میں اشاعت و تبلیغ اسلام اور تصنیف و تالیف کے میدان میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ (۳۱)

خانقاہ سید برخوردار

سلطان زین العابدین (بڈشاہ) نے ۸۶۹ھ سری نگر میں معروف روحانی بزرگ سید برخوردارؒ کے لیے یہ خانقاہ اور لنگر خانہ تعمیر کروایا۔

خانقاہ سید مدنی

۸۴۸ء میں یہ قدیم اور خوبصورت خانقاہ بڈشاہ نے ہی سید مدنی اور ان کے خدام اور مریدوں کے لیے مٹی سے تعمیر کروائی۔

خانقاہ اندرابیہ

خاندان سادات اندرابیہ کے بانی سید شمس الدین اندرابی کے لیے یہ خانقاہ سلطان سکندر نے محلہ ملارٹہ میں تعمیر کرائی۔ جبکہ ۸۵۰ھ میں بڈشاہ نے اس کے ساتھ مسجد معہ حمام اور پختہ کنویں کی تعمیر کے علاوہ لنگر خانہ بھی قائم کیا۔

خانقاہ چرار شریف

سری نگر سے بارہ میل کے فاصلے پر ریشی سلسلہ تصوف کے بانی شیخ نورالدین کشمیری (نورالدین نورانی) کا مدفن' یہ خانقاہ بھی کشمیری مسلمانوں کا مرجع اور مرکز رشد و ہدایت ہے۔ لکڑی کی بنی ہوئی خوبصورت عمارت پر مشتمل اس خانقاہ کو دو سال قبل ہندوستان کے غاصب فوجیوں نے جلا کر راکھ کردیا اور بین الاقوامی سطح پر اسے زبردست شہرت حاصل ہوئی۔

ان کے علاوہ خانقاہ حسن آباد' خانقاہ جولی لانگر' بون بار کے چشمہ پر خانقاہ کا ذکر بھی ملتا ہے۔ جبکہ کشمیر کے چپے چپے اور بالخصوص سری نگر میں موجود بزرگوں کی قبریں' زیارتیں اور آستانے اتنی بڑی تعداد میں موجود ہیں کہ کوئی گلی محلّہ اور کوچہ ان سے خالی نہیں۔

بزرگان و صوفیائے کشمیر کے یہ روحانی مراکز' مزارات اور مقابر اہل کشمیر کی عقیدتوں کا مرکز ہیں۔ اس لیے انہوں نے اپنی مساعی اور بے لوث جدوجہد سے اہل کشمیر کے سامنے پاکیزہ زندگیوں کا قابل تقلید نمونہ پیش کیا اور اہل کشمیر کو باطل کے اندھیروں سے نکال کر حق و ہدایت کی روشنیوں سے ہمکنار کیا۔ (۳۲)

صوفیاء کے عرس اور میلے

اہل کشمیر بڑی عقیدت و احترام کے ساتھ ہر سال' مختلف مقامات پر جن صوفیاء و بزرگان دین کے عرس مناتے ہیں ان میں بابا ریشیؒ' بابا نصیب غازیؒ' میر صاحب اندرابیؒ' میر علاؤ الدینؒ' میر حیدرؒ' حضرت شیخ بتہ مالوؒ' فتح خانؒ' ریشہ مالوؒ' بابا شکورالدینؒ' حضرت نورالدینؒ' بابا عبداللہؒ' حضرت میر حمزہؒ' شیخ محمد پارساؒ' بابا داؤد خاکیؒ' حضرت میر میرک اندرابیؒ' شیخ حمزہ مخدومؒ' خواجہ نقش بندؒ' میر محمد ہمدانیؒ' میر محمد جانباز ولیؒ' مولوی سید ثناء اللہ بخاریؒ' عبدالرحمن بلبلؒ' سید ضیاء الدین زیرکؒ' شیخ یعقوب صرفیؒ' حضرت بابا مسلمانیؒ' امیر کبیر علی ہمدانیؒ' حضرت سید محمد مراد بخاریؒ' حضرت مرزا اکمل الدینؒ' حضرت ریشیؒ' خواجہ حبیب اللہ وغیرہم شامل ہیں۔

ان کے علاوہ حضرت فاطمۃ الزہراؑ، حضرت عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت خواجہ معین چشتیؒ، ولادت نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، عاشور، خلفائے اربعہ، ازواج مطہرات، ائمہ کرام وغیرھم کے ایام بھی جوش و خروش اور عقیدت و احترام سے منائے جاتے ہیں۔(۴۳)

۹۔ بیرون کشمیر تبلیغ اسلام

صوفیاء کشمیر نے نہ صرف خطہ کشمیر کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا، بلکہ متعدد بار خود کشمیر کے قرب و جوار بالخصوص بلتستان، اسکردو، اور تبت کے علاقوں میں فریضہ تبلیغ و اشاعت اسلام ادا کیا اور بارہا اپنے خلفاء، مریدین اور نمائندوں پر مشتمل وفد بھیج کر یہ سلسلہ جاری رکھا۔

بلتستان کوہ ہمالیہ و قراقرم کے درمیان واقع ہونے کے باعث ترکستان اور کشمیر کے مابین اہم تجارتی شاہراہ ہونے کے باعث صوفیاء اور مبلغین اسلام کا مرکز نگاہ رہا ہے۔ اہل بلتستان کا عمومی خیال یہی ہے، کہ یہاں حق کا نور امیر کبیر سید علی ہمدانی کی کوششوں سے پہنچا۔ سید نجم الدین ثاقب کی منظوم، تاریخ بلتستان "زادالجناں" میں بلتستان میں اسلام کی آمد، امیر کبیر علی ہمدانیؒ کی تشریف آوری اور خدمات کا تذکرہ موجود ہے۔ آٹھویں صدی ہجری کے آخر تک علی ہمدانیؒ کا شہرہ بلتستان میں عروج پر تھا۔ تب سے امیر کبیر کو بلتستان کے روحانی پیشوا کی حیثیت حاصل ہے۔

بلتستان میں اشاعت اسلام کے ضمن میں دوسرا بڑا نام امیر کبیر کے خلیفہ، شاگرد اور بھانجے سید محمد نور بخش کا ہے جن کی طرف منسوب "فرقہ نوربخشیہ" کو بلتستان میں قبول عام حاصل ہوا۔ وہ جب بلتستان پہنچے تو انہیں عقیدت و احترام سے ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور امیر ہمدانی کی نسبت سے ان کے ہاتھوں پر بیعت کر کے ہزاروں بلتی باشندے مشرف بہ اسلام ہوئے۔

بلتستان میں دعوت و تبلیغ اسلام کے ضمن میں آنے والے بزرگوں میں راجہ اعظم کے دور حکومت ۱۷۴۵ء تا ۱۷۸۰ء ترکستان کے دو بھائیوں سید یحییٰ اور سید مختار کے نام قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے اس خطہ میں تعمیر مساجد کے علاوہ اسلام کے ابلاغ و استحکام میں موثر کردار ادا کیا۔ ان کے متعین کردہ مبلغین نے "وادی شیالوق" میں "مچھوربٹ" تک ہر گاؤں میں مسجد تعمیر کی اور امام مقرر کر کے تبلیغ اسلام کا مستقل سلسلہ جاری کیا۔ ان تبلیغی مساعی کے نتیجے میں یہاں متعدد کتب خانے بھی قائم ہوئے۔

امیر ہمدانی اور سید محمد نور بخش کی کوششوں سے ریاست شگر، خپلو، اسکردو میں بھی تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری ہوا اور شگر، خپلو کے حکمران مسلمان ہوئے۔ جبکہ گمبہ، کھری ڈونگ، چھبرنجی، امبورک اور چقچن میں بڑی مساجد تعمیر کی گئیں۔(۴۴)

۷۵۰ھ میں مغربی تبت میں اسلام کا آغاز ہوا اور سیف خان کے عہد میں تبت کلاں فتح

ہوا۔ یہاں کے مقامی زمیندار کے قبول اسلام کے بعد جامع مسجد کی تعمیر اور خطبہ کا آغاز ہوا۔(۳۵)

خواجہ خاوند محمود نقش بندی نے شمالی کشمیر' تبت اور کابل میں اپنے مرید بھیجے' جن میں ملا داؤد کاشمیری کا نام قابل ذکر ہے۔ اسکے علاوہ بعض روایات کے مطابق خواجہ نقش بند خود بھی کابل تبلیغ اسلام کیلئے تشریف لے گئے اور چند سال وہاں رشد و ہدایت میں مشغول رہے۔(۳۶)

۱۰۔ متفرقات

صوفیائے کرام نے مذکورہ بالا مساعی کے علاوہ مختلف مقامات پر مدارس' کتب خانوں اور مساجد کی تعمیر بھی کی۔ جبکہ اکبر کے دین الٰہی کے زیر اثر کشمیر میں الحاد اور انکار صلوٰۃ کے فتنوں کا مقابلہ کرنے کے حوالے سے خواجہ معین الدین اور رد شیعت کے سلسلہ میں خواجہ خاوند محمود اور دیگر صوفیاء کی جدوجہد کے علاوہ امیر ہمدانی کی مختلف مذاہب کے راہنماؤں سے مناظرے بھی انہی خدمات کا تسلسل اور نمایاں حصہ ہیں۔

کشمیر میں تصوف و سلوک پر لکھی گئی کتابیں

صوفیائے کرام کی تبلیغی سرگرمیوں کے علاوہ تصنیفی و تالیفی خدمات کا تذکرہ کیا جاچکا ہے۔ ان صوفیاء و علماء کی حقیقت تصوف' ملفوظات مرشد اور تذکار اولیاء و صوفیاء پر لکھی گئی کتب میں ' ۱۔ راحتہ الطالبین' خواجہ حسن قادری' ۲۔ درجات السادات' نامعلوم' ۳۔ چلچلتہ العارفین' خواجہ اسحاق قاری ' ۴۔ تذکرۃ المرشدین' خواجہ میرم بزاز' ۵۔ تذکرۃ العارفین' بابا علی رینہ ' ۶۔ رسالہ رضوانی' خواجہ معین نقشبندی' ۷۔ اسرار الابرار' داؤد مشکواتی ' ۸۔ کتاب سلطانی (منظوم)' ملا بہاؤالدین متو' ۹۔ خوارق السالکین' ملا احمد بن عبدالصبور ' ۱۰۔ قطرات ۔ محمد امین ڈار' ۱۱۔ رسالہ ضروریہ ۔ محمد امین ڈار' ۱۲۔ مقامات محمودیہ ۔ خواجہ خاوند محمود' ۱۳۔ ہدایتہ الامی ۔ مولانا حسین خباز' ۱۴۔ نورنامہ ۔ نصیب مسکین' ۱۵۔ انتباہ در ذکر اولیا اللہ ۔ شیخ مراد رفیعی' ۱۶۔ تاریخ ہدایت اللہ ۔ ہدایت اللہ' ۱۷۔ وقائع نظامیہ ۔ نظام الدین' ۱۸۔ مقامات صوفیاء ۔ سید علی ہمدانی شامل ہیں۔

ممتاز صوفیائے کشمیر

کشمیر کے صوفیاء کرام کی مجموعی تعداد اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے سلسلہ میں ان کی مساعی کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں کیا جاچکا ہے۔ اب ان ممتاز اکابر صوفیاء کا مختصر ذکر کیا جارہا ہے۔ جن کی خدمات اشاعت و فروغ اسلام کے حوالے سے بہت نمایاں ہیں۔

☆ سید عبدالرحمٰن بلبل شاہ کشمیریؒ (م ۷۲۷ھ)

کشمیر کے سب سے پہلے مبلغ اور صوفی جنہیں رنچن دیو کو ۱۳۲۰ء میں مسلمان کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ کشمیر میں پہلی خانقاہ کے بانی' ارباب اصلاح و رشد اور مشائخ و صوفیائے کبار میں شمار ہونے والی اس جلیل القدر ہستی کے ہاتھوں دس ہزار کشمیری مشرف بہ اسلام ہوئے۔ (۳۸)

☆ للہ عارفہ (م ۷۷۳ھ)

صوفی المسلک مجذوبہ' جن سے بہت سی کرامات کا ظہور منسوب ہے' اہل کشمیر کی عقیدت کا ہر دور میں مرکز رہی ہیں' انہیں "لل ماجی" یعنی مادر بزرگ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ صوفیاء اور ریشیان کشمیر پر گہرے اثرات مرتب کرنے والی یہ خاتون بعض روایات کے مطابق اسلامی تصوف اور اسلامی تعلیمات سے دور تھیں' بلکہ بعض مورخین کے مطابق ہندو مت سے زیادہ قریب تھیں۔

☆ سید جلال الدین بخاریؒ (م ۷۸۵ ھ)

مخدوم جہانیاں' جہاں گشتؒ ۷۴۸ھ میں تبلیغ اسلام کی خاطر کشمیر تشریف لائے۔ انکے چند ہفتہ قیام سے اہل کشمیر نے گہرے اثرات قبول کئے جو دور رس نتائج کے حامل ثابت ہوئے۔

☆ امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ (م ۷۸۶ ھ)

اقبال کے الفاظ میں معمار تقدیر امم' سید والا مقام' سید السادات' اور صاحب "نزھتہ الخواطر" کے الفاظ میں "الشیخ العالم الکبیر السیاح" سید علی ہمدانیؒ المعروف "شاہ ہمدان" و "امیر کبیر" جلیل القدر صوفی' مصلح عالم مصنف اور کشمیر کے سب سے بڑے اور کامیاب مبلغ تھے۔

امیر کبیر ۷۷۴ ھ / ۱۳۷۲ء میں ایران سے سات سو علماء و صوفیاء سمیت کشمیر تشریف لائے۔ اور اپنے خلفاء و مریدین کو کشمیر اور بیرون کشمیر پھیل کر تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے شب و روز وقف کرنے کی ہدایت کی۔ کشمیر میں پہلے مدرسہ' خانقاہ اور کتب خانہ کی بناء ڈالنے سلاطین اسلام کی اصلاح و تربیت' کشمیری معاشرے پر گہرے معاشرتی اثرات مرتب کرنے کے علاوہ ۳۷ ہزار افراد کو نور اسلام سے منور کیا۔ آپ کی ۱۰۰ سے زائد کتب اور ۱۷۰ رسائل (عربی و فارسی) کا ذکر تواریخ میں مذکور ہے۔

شاہ ھمدانؒ کے ساتھی اور ان کی خدمات

☆ میر سید حسین سمنانی : ۷۷۳ھ میں کشمیر آئے۔ گولہ کام (کولگام) کے باشندوں کو اسلامی

تعلیمات سے آگاہ کیا۔ یہیں وفات پائی اور مدفون ہوئے۔

☆ سید جلال الدین عطائی : سید علی ہمدانیؒ کے ہمراہ کشمیر آئے اور ان کی وفات کے بعد "بارہ مولا" کے نواح میں "کنج حامہ" کے مقام پر رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔

☆ سید کمال : شاہ ہمدانؒ کے ساتھ کشمیر آنے والوں میں شامل تھے۔ امیر کبیر کے فرمان پر سلطان قطب الدین کو شریعت کی تعلیم دینے کا فرض سرانجام دیتے رہے۔

☆ شیخ جمال الدین محدث : علامۃ العصر اور علی ہمدانی کے تربیت یافتہ اور معتبر ساتھی تھے' جو سلطان قطب الدین کی درخواست پر اسے آداب دین سے واقف کرنے پر مامور ہوئے۔ انہوں نے کشمیر میں "العروۃ الوثقی" نامی مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔

☆ سید محمد کاظم : سید علی ہمدانیؒ کے کتب خانہ کے منتظم تھے۔ امیر کے حکم پر لوگوں کی اصلاح و رشد و ہدایت کے لئے کشمیر قیام پذیر ہوئے۔

☆ میر رکن الدین : علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔ شاہ ہمدانؒ نے انہیں پرگنہ "اولر" کے علاقہ "آون پور" میں تبلیغ و ارشاد کے لئے مامور کیا۔

☆ قطب امجد سید محمد قریشی : امیر کبیرؒ کے فرمان کے مطابق ۳۶۰ بتوں کو توڑا اور مندروں کی جگہ مساجد تعمیر کیں۔

☆ پیر محمد قادری : یہ بھی سلطان قطب الدین کی تعلیم و تربیت پر مامور ہوئے۔(۳۹)

☆ سید محمد نور بخش امیر کبیر کے بھانجے' خلیفہ اور شاگرد ۵۰۔۸۴۰ھ بلتستان میں اشاعت اسلام کا فرض ادا کرتے رہے۔ اسکردو' خپلو اور شگر میں دعوت اسلام کے نتیجے میں بعض حکمرانوں نے اسلام قبول کیا۔ تعمیر مساجد' فقہ احوط کی تصنیف اور "نور بخشیہ" فرقہ کی بناء ان کے نمایاں امتیازات ہیں۔ ۸۶۹ھ میں انتقال فرمایا۔

☆ شیخ نور الدین نورانی کشمیریؒ (م ۸۴۲ھ)

نورالدین رشی کے نام سے معروف' رشی سلسلہ تصوف کے بانی' علم و عرفان میں ممتاز الاقران تھے۔ شیخ بہاؤالدین نقش بندؒ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ ساری زندگی کشمیر میں اشاعت اسلام کی خاطر صرف کردی۔ کشمیر میں بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ دنیا بھر کے صوفیاء میں واحد بزرگ ہیں جن کے نام کے سکے حاکم وقت (عطا محمد خان بارکزائی افغانی ۔ ۱۲۲۳ھ) نے ڈھلوائے۔

سری نگر کے قریب چرار شریف میں مدفون اور مرجع خلائق ہیں۔(۴۰)

☆ سید محمد ہمدانیؒ (م ۸۵۴ھ)

امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے فرزند ۷۹۶ھ میں ۳۰۰ علماء و صوفیائے کے ہمراہ کشمیر تشریف لائے اور یہاں اپنے بائیس سالہ قیام کے دوران اسلامی احکام کی ترویج' خانقاہ معلٰی کی تنظیم اور تبلیغ و دعوت اسلام کے ضمن میں اہم اور اساسی نوعیت کی خدمات سرانجام دیں۔ انہوں نے غیر اسلامی رسوم و رواج اور فاسد عقائد کی بیخ کنی کی اور تعمیر خانقاہ و مساجد کے سلسلہ میں سلطان سکندر کے ذریعے کشمیری معاشرت میں انقلابی تبدیلیاں کیں۔(۴۱)

☆ شیخ حمزہ مخدومؒ (م ۹۸۴ھ)

سلطان العارفین' صاحب کشف و کرامات صوفیاء میں شمار ہوتا ہے۔ انہی کے کہنے پر شیخ طاہر آشائی' شیخ یعقوب صرفی اور حضرت داؤد خاکی پر مشتمل وفد نے اکبراعظم کو تسخیر کشمیر کی دعوت دی۔ ان کا مزار "کوہ ماران" کی ڈھلان پر مرجع خلائق ہے' جہاں ہر سال موسم بہار میں عرس نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔

☆ خواجہ اسحاق قاریؒ

شیخ حمزہ کشمیری کے مرید اور خانقاہ مرشد میں امام تھے۔ "چلچلۃ العارفین" کے نام سے سات ابواب پر مشتمل کتاب ۹۸۲ھ میں مرتب کی۔ اس کا ایک قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے ذخیرۂ شیرانی میں نمبر ۱۲۹۳ کے تحت' جبکہ دوسرا برٹش میوزیم لائبریری میں موجود ہے۔

☆ خواجہ طاہر رفیق آشائی سہروردیؒ (م ۱۰۰۱ھ)

شیخ حمزہ مخدومؒ کے دوست تھے۔ کپڑے کی تجارت چھوڑ کر مائل بہ تصوف ہوئے اور تبلیغ اسلام کی مساعی میں بھرپور حصہ لیا۔ اکبر کے پاس جانے والے وفد کے رکن تھے۔ مزار محلہ "کدل" کشمیر میں ہے۔

☆ بابا داؤد خاکیؒ (م ۹۹۴ھ)

شیخ حمزہ مخدومؒ کے خلیفہ' بڑے مبلغ و مصلح کے طور پر معروف ہیں۔ شیخ حمزہ مخدومؒ کے مرقد انور کے قریب ہی محو استراحت ہیں۔

☆ شیخ یعقوب صرفی (م ۱۰۰۳ھ)

برصغیر اور کشمیر کی روحانی' سیاسی اور ادبی زندگی کی ممتاز شخصیت' عوام میں مقبول' سلاطین

کے نزدیک مستند حیثیت کے مالک، ہمہ جہت صفات کے حامل تھے۔ شاہ ہمدانؒ کے بعد کشمیر کے سب سے بڑے مصنف اور دعوت و تبلیغ میں نمایاں تھے۔ یعقوب چک کے خلاف اکبر کے پاس جانے والے وفد کے سرکردہ رکن تھے۔ ان کا مزار "زینہ کدل" سری نگر میں واقع ہے۔

☆ نصیب مسکینؒ (م ۱۰۴۷ھ)

ابوالفقراء بابا نصیب مسکین، شیخ داؤد خاکی کے خلیفہ تھے۔ اپنی ساری زندگی شریعت و طریقت کی ترویج میں بسر کی۔ اپنے تین چار سو مریدوں سمیت کشمیر کے گاؤں گاؤں جا کر دعوت تبلیغ اور اصلاح و تربیت کے ساتھ تعمیر مساجد و حمام میں مشغول رہتے۔ تبلیغی مقاصد کے لئے تبت اور لداخ بھی تشریف لے گئے۔ اولیاء کے تذکرہ اور تصوف کے علمی مسائل پر نورنامہ / رشی نامہ مرتب کی۔ اس کا قلمی نسخہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں شمارہ نور ۶۹ / ۲۹۷ کے تحت موجود ہے۔ "بج بہاڑہ" میں مزار مبارک ہے۔

☆ مولانا حسین خباز (م ۱۰۵۲ھ)

خواجہ اسحاق سفید کے ارادت مند، ترویج شریعت و طریقت، رفع بدعت، علم و عمل اور زہد و تقویٰ میں باکمال تھے۔ شریعت و طریقت کے قواعد اور اصطلاحات تصوف کی تشریح و توضیح کے موضوعات پر مبنی ۱۸ ابواب پر مشتمل کتاب "ہدایۃ الاعمیٰ" تحریر کی، جس کے قلمی نسخے ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ، اور پشاور یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہیں۔ اپنے مریدوں کو امراء و سلاطین کی محبت و قرب سے منع کرتے ہوئے فرماتے ہیں: لا تاکلوا اخبار الملوک فانه عجین من دم مسکین

☆ خواجہ خاوند محمود نقشبندی (حضرت ایشاں) (م ۱۰۵۰ھ)

کشمیر کے مشہور مبلغ اور صوفی، علم و فضل، زہد و تقویٰ، اتباع قرآن و سنت اور رفع بدعات کے حوالے سے معروف و مقبول، سری نگر میں خانقاہ فیض پناہ کے بانی تھے۔ کشمیر میں خاندان نقش بندیہ کے مورث اعلیٰ تھے۔ انہوں نے خواجہ اسحاق سفید سے بیعت کی، جبکہ خواجہ بہاؤالدین نقش بند کے نسبت اویسیہ رکھتے تھے۔

شیعہ سنی فسادات کے دوران اہل سنت میں ان کے بے پناہ اثر و رسوخ سے پریشان ہو کر حاکم کشمیر نے شاہ جہان کے ذریعے انہیں لاہور بھجوادیا۔ جہاں ۱۰۵۰ھ میں انتقال فرمایا۔ اور بیگم پورہ میں مدفون ہوئے۔

☆ خواجہ معین الدین نقشبندیؒ (م ۱۰۸۵ھ)

خواجہ خاوند محمودؒ کے باکمال فرزند اور لاہور منتقل ہونے کے بعد سجادہ نشین، کشمیر کے ممتاز معروف صوفی اور کثیر التصانیف بزرگ، حسن بصیرت کے ساتھ حسن صورت کے مالک، اپنے ہم عصر علماء و صوفیاء میں مقبول اور ممتاز زبد التفاسیر (عربی) شرح القرآن یعنی فتاویٰ نقش بندیہ، رسالہ رضوانی اور متعدد دیگر کتب کے مصنف تھے۔ سری نگر کے "خواجہ بازار" میں واقع اپنی خانقاہ میں مدفون ہیں۔

☆ بابا داؤد مشکواتیؒ (م ۱۰۹۷ھ)

کشمیر کے نامور صوفی و عالم، خواجہ حیدر چرخیؒ کے شاگرد، بابا نصیر الدینؒ اور بابا نصیب مسکینؒ کے روحانی تربیت یافتہ اور خواجہ خاوندؒ سے صحبت یافتہ، اولیائے کشمیر کے بارے میں ۱۱۸ صوفیاء کے حالات پر مشتمل مستند تذکرہ "اسرار الابرار" کے مصنف۔ اس کا ایک نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں شمارہ ۹۵۱ کے تحت موجود ہے۔

☆ شیخ بلال الدین کشمیرؒ (م ۸۶۲ھ)

کشمیر میں سلسلہ ہائے کبرویہ، نقش بندیہ، سہروردیہ کے اہم بزرگ۔ بے شمار افراد نے اکتساب فیض کیا۔

☆ بابا امیر ریشی اویسی (م ۸۸۹ھ مدفون بلبل نگر)

☆ بابا قدس کشمیریؒ المشہور بہروی ریشی (م ۹۸۶ھ)

☆ بابا ولی کشمیری (م ۱۰۰۱ھ)

☆ ملا شاہ بدخشیؒ

حضرت میاں میر سے بیعت تھے۔ کشمیر میں صرف گرمیوں کے موسم میں تشریف لا کر اہل کشمیر کو وعظ و نصیحت سے نوازتے۔

☆ شاہ فرید الدین قادریؒ

وادئ "کشتوار" میں تبلیغ اسلام کے لئے آئے۔ ان کی سعی سے "راجہ کرت سنگھ" مسلمان ہوا۔

نقش بندی صوفیاء میں خواجہ کمال الدین نقش بندی (م ۱۰۸۰ھ)، خواجہ نورالدین محمد آفتاب (م ۱۶۷۵ء)، شیخ شرف الدین محمد کشمیر (م ۱۷۵۷ء)، شیخ شاہ محمد صادق قلندر (م ۔ ۱۷۵۷ھ) نے

کشمیر میں سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج کے لئے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

کشمیر کے دیگر نمایاں صوفیاء میں شیخ یعقوب صرفی کے خلیفہ میر محمد بن احمد کشمیری (م ۱۰۱۱ / ۱۰۱۵ھ)' خواجہ زین الدین ڈار (م ۱۰۴۲ھ ' مدفون : محلہ کائل)' بابا علی کشمیری (م ۱۰۵۹ھ)' خواجہ محمد نیازی کشمیری' (م ۱۰۶۸ھ)' شیخ نجم الدین بابا ریشی (م ۱۰۷۲ھ)' میر محمد علی کشمیری (م ۱۰۷۲ھ) ' بابا زاہد ناکامو کشمیری' (م ۱۰۸۲ھ)' خواجہ ابوالفتح کشمیری' سیف الساہین در رد شیعہ کے مصنف (م ۱۱۰۰ھ)' میر ناجو کشمیری (م ۱۱۱۱ھ)' بابا عثمان قادری سہروردی (م ۱۱۱۷ھ مدفون : بلبل نگر)' شیخ عبدالرحیم کشمیری (م ۔ ۱۱۳۰ھ)' مرزا حیات بیگ کروی کشمیری (م ۱۱۳۰ھ)' شیخ حسن بکلی کشمیری (م ۱۱۳۲ھ)' قاضی حیدر کشمیری (م ۔ ۱۱۳۲ھ)' مولانا عنایت اللہ شال کشمیری (م ۱۱۳۵)' شیخ عنایت اللہ کابلی کشمیری (م ۱۱۳۵ھ)' سلطان میرجو کشمیری (م ۱۱۳۵ھ)' شیخ محمد چشتی کبروی (م ۱۱۳۶ھ)' محمد مراد کشمیری (م ۱۱۳۱ھ)' بابا محمد مہدی سہروردی (م ۱۱۵۰ھ)' پیر محمد اسماعیل (م ۱۱۵۳ھ)' بابا عبدالباقی کبروی کشمیری (م ۱۱۵۷ھ)' شیخ شرف الدین آہن گر' ملا عبدالرشید بے نوا' شیخ الاسلام مولوی عمادالدین (م ۱۲۳۲ھ)' شیخ احمد شاہ کشمیری تارہ بلی (قطب عصر' مرجع خلائق' م ۱۲۷۸ / ۱۲۷۲ھ) شیخ بہاؤالدین کشمیری (م ۸۴۹ھ)' شیخ محمد بن حسن البیہقی (م ۸۸۹ھ)' مولانا شمس الدین کشمیری' شیخ افضل حسین کشمیری' شیخ عبداللہ در المعروف میاں گل' میر کمال اندرابی' (م ۱۲۳۸ھ)' سید محمد ابراہیم (م ۱۲۳۸ھ) اور بہت سے دیگر بزرگ شامل ہیں۔ (۴۲)

میر واعظان کشمیر

گزشتہ ۶۰۰ سالوں سے کشمیر کی سیاسی' سماجی مذہبی اور روحانی زندگی میں "میر واعظان کشمیر" کی خدمات بھی منفرد اور ہمہ جہت حیثیت کی حامل ہیں۔ اٹھارویں صدی عیسوی کے نصف میں مغلیہ سلطنت کے زوال اور کشمیر میں اسلامی عہد کے خاتمہ اور افغان' سکھ اور ڈوگرہ عہد میں مسلمانوں کے لئے سخت ابتلا و آزمائش اور غلامی کے دور میں کشمیر کے سیاسی و مذہبی اور معاشرتی معاملات پر صوفیاء کی گرفت کمزور پڑتی گئی۔ ایسے میں جہاں خانقاہوں اور صوفیاء کے مقابر نے اہل کشمیر کو وحدت کی لڑی میں پروئے اور اپنے عقائد و اساس سے وابستہ رکھا' وہیں اہل کشمیر کی سیاسی پشتیبانی' تعلیم و تربیت' سماجی خدمات' معاشرتی اصلاح' تبلیغ و دعوت اور روحانی راہنمائی کا منصب میر واعظان کشمیر نے سنبھالا۔ عہد قریب بالخصوص قیام پاکستان کے بعد "میر واعظان" ہی کو کشمیر کی متفقہ اور موثر سیاسی و روحانی قیادت کی حیثیت حاصل ہوئی ہے۔

میر واعظان کے جد امجد شاہ ہمدان سید علی ہمدانیؒ کے ساتھ کشمیر تشریف لائے۔ موجودہ میر

واعظان کے بڑے بزرگ سید عبدالسلام شاہ تھے، جو بعہد اکبر اعظم ۱۶۰۰ء میں کشمیر آئے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے سید صدیق اللہ شاہ، پھر ان کے صاحبزادے سید غلام رسول شاہ اول اور ان کے بعد ان کے بیٹے سید محمد یحییٰ شاہ، پھر ان کے بیٹے سید غلام رسول شاہ ثانی میرواعظ کے منصب پر فائز رہے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے سید محمد یوسف شاہ میرواعظ مقرر ہوئے، جنہوں نے تحریک پاکستان میں نمایاں حصہ لیا۔ عہد حاضر کے میرواعظان میں محمد فاروق اور موجودہ تحریک آزادی کشمیر میں نوجوان میرواعظ نمایاں حصہ لیا۔ عہد حاضر کے میرواعظان میں محمد فاروق اور موجودہ تحریک آزادی کشمیر میں نوجوان میرواعظ عمر فارق کا کردار موثر اور تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔

میرواعظان کشمیر کے بزرگوں نے "خانقاہ معلیٰ" کو جہاں بڑی مسجد اور درس گاہ بھی ہے، اپنا مرکز بنایا اور اس کے قریب ہی میر محمد ہمدانی، کی آباد کردہ بستی میں سید مبلغین رہائش پذیر ہوئے۔ مغلیہ عہد کے ایک ہندو حکمران اور بعد کے ادوار میں سید مبلغوں کو شدید سختیوں کا نشانہ بھی بنایا گیا، مگر میرواعظان اور سید مبلغین نے خدمت اسلام اور مسلمانوں کی راہنمائی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

مسلمانان کشمیر کی مختلف النوع خدمات کے لئے میرواعظان نے چودھویں صدی ہجری کے ربع اول میں انجمن نصرت العلوم قائم کی، جس کے پہلے صدر سید غلام رسول شاہ ثانی مقرر ہوئے۔ انہیں مذہبی تعلیمی اور معاشرتی خدمات کے باعث اہل کشمیر "کشمیر کا سرسید" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ان کے بعد سید احمد اللہ شاہ اور پھر مولانا عتیق اللہ شاہ، بعد ازاں مولوی محمد فاروق انجمن کے صدر بنائے گئے۔

میرواعظان کشمیر سید السادات امیر کبیر علی ہمدانیؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تاحال اندرون و بیرون وطن اہل کشمیر کی بھرپور راہنمائی کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔(۴۳)

سلاطین کشمیر۔ صوفیاء کی مساعی میں شریک

خطہ کشمیر میں آغاز سے لے کر عہد اسلامی کے عروج تک صوفیاء کرام کی ہمہ جہت مساعی دعوت و تبلیغ میں سلاطین کا حصہ بہت نمایاں اور لازوال ہے۔ اس کا اشاراتی حوالہ گزشتہ صفحات میں بعض جگہوں پر اگرچہ موجود ہے تاہم وہ اس کا متقاضی ہے کہ اس کی مستقل اہمیت کے پیش نظر بالاختصار علیحدہ سے ذکر کر دیا جائے۔

☆ **سلطان صدر الدین (رنچن شاہ) (قبول اسلام ۱۳۲۰ء وفات ۱۳۲۳ء):**

کشمیر میں اسلامی سلطنت کا بانی، کشمیر کے سیاسی استحکام، معاشی ترقی اور معاشرتی عدل و

انصاف' رعایا کی فلاح و بہبود اور اشاعت اسلام کی تحریک کا آغاز اس کے مختصر عہد کے نمایاں کارنامے ہیں۔ کشمیر میں پہلی خانقاہ اور مسجد اور لنگر خانہ کی تعمیر کا شرف حاصل کیا۔

☆ سلطان شمس الدین (شاہ میر) (عہد حکومت' ۱۳۳۹ء تا ۱۳۴۶ء):

مستحکم اسلامی حکومت کا پہلا فرمانروا۔ اس کا دور اشاعت اسلام کے نقطہ نظر سے اہم حیثیت کا حامل ہے۔ اسلامی حکمران خاندان (شاہ میری خاندان) کا بانی' جس نے دو سو سال کشمیر پر حکومت کی۔ اسلام کے عادلانہ اصولوں کے تحت اسلامی نظام حکومت قائم کرنے' حکومت کی قوت و ذرائع اشاعت اسلام کے لئے صرف کرنے کے حوالے سے معروف تھا۔ اس کے عہد میں کشمیر کی غالب اکثریت نے اسلام قبول کیا۔ اسے اہل کشمیر کا محسن و مربی بھی قرار دیا گیا ہے۔

☆ سلطان شہاب الدین (عہد حکومت' ۱۳۵۴ء تا ۱۳۷۳ء)

اسلام کی اشاعت و فروغ کے لئے انتھک جدوجہد' انسانی حقوق کا تحفظ اور مذہبی تعصبات سے بالا تر ہو کر عدل و انصاف کے ساتھ کشمیر کی ترقی اور اہل کشمیر کی خدمت کے حوالوں سے معروف' جس کے بارے میں شاعر مشرق علامہ اقبال نے فرمایا:

خاک ما دیگر شہاب الدین نزاد

☆ سلطان قطب الدین (عہد حکومت' ۱۳۷۳ء تا ۱۳۸۹ء)

سلطان کے عہد میں اسلام بہت تیزی سے پھیلا۔ اس عہد میں امیر کبیر سید علی ہمدانی کی کشمیر آمد اور شیخ نورالدین ولی کی ولادت ۱۳۷۷ء میں ہوئی۔ امیر کبیر اور ان کے ساتھیوں نے خطہ کشمیر کے ہر علاقے کو نور اسلام سے منور اور ہزاروں باشندگان کو مشرف بہ اسلام کیا۔ سلطان قطب الدین کے دیگر کارناموں کے علاوہ تین درس گاہوں کا قیام خصوصی ذکر کا متقاضی ہے۔ جن میں سے پہلی دارالحکومت قطب پورہ۔ سری نگر میں تعمیر کی گئی۔ جہاں طلباء کے لئے دارالاقامۃ قائم کیا گیا جس میں ان کے طعام کا بھی سرکاری طور پر انتظام موجود تھا۔ یہ درس گاہ طویل عرصہ تک علوم و فنون کا مرکز رہی۔ اسے ڈوگرہ عہد میں مقفل کردیا گیا۔ دوسری درس گاہ امیر کبیر کی ہدایت پر قرآنی تعلیمات کے فروغ کے لئے "مدرستہ القران" کے نام سے قائم کی گئی۔ جہاں وسیع پیمانے پر تعلیم القرآن کی تحریک چلائی گئی۔ تیسری درس گاہ "مدرسہ عروۃ الوثقیٰ" کے نام سے قائم کی گئی' جہاں امیر کبیرؒ کے قریبی ساتھی' متبحر عالم دین سید جمال الدین محدث صدر مدرس مقرر ہوئے۔ سلطان نے امیر کبیرؒ اور آپ کے ساتھیوں کی رہائش اور دیگر ضروریات کے لئے شاہانہ انتظامات کئے۔ ہندو تو اہم پرستی کا خاتمہ اور اسلامی اقدار کا احیاء بھی اسی دور کے نمایاں امتیازات

میں شامل ہے۔

☆ سلطان سکندر (بت شکن) (عہد حکومت' ۱۳۹۶ء تا ۱۴۱۳ء)

کشمیر میں شریعت کے عملاً" نفاذ" مساجد اور خانقاہوں کی تعمیر' شیخ الاسلام کے تقرر' درس و تدریس کے لئے مدارس' اسلامی فقہ کے مطابق عدالتوں کے قیام اور قاضیوں کی تعیناتی' ترویج اسلام کے لئے بیرون کشمیر سے علماء کو دعوت اور ان کی سرپرستی' صدیوں سے رائج بدعات و خرافات کے خاتمہ' رفاہ عامہ کے متعدد منصوبوں کی تکمیل' اسلامی علوم و فنون کی سرپرستی' شراب' قمار بازی' عصمت فروشی اور ستی کی رسم پر پابندی' اس عہد کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ سلطان نے کشمیر کے طول و عرض میں واقع سینکڑوں مندروں اور ان میں موجود ہزاروں بتوں کو توڑنے کی حوصلہ افزائی کی' جس کے باعث اسے "بت شکن" کا لقب دیا گیا۔

☆ سلطان زین العابدین (بڈشاہ : عہد حکومت' ۱۴۲۰ء تا ۱۴۷۰ء)

سلاطین اسلام میں سب سے طویل عرصہ حکومت کرنے والے "شاہ اعظم" جنہیں کشمیر کا اکبر اعظم بھی کہا گیا' اسلامی عہد کے سب سے نمایاں اور ممتاز حکمران تھے۔ اس عہد میں ایران اور ترکستان کے علماء و صوفیاء بڑی تعداد میں کشمیر آئے اور اشاعت اسلام کی سرگرمیوں میں مصروف ہوئے۔ سلطان علماء و صوفیاء کا قدردان' سرپرست اور خود بھی کئی زبانوں کا عالم تھا۔ اس نے سری نگر میں ایک دارالعلوم' دارالترجمہ اور عظیم الشان کتب خانہ بھی قائم کیا۔ کشمیر میں کئی مساجد اور خانقاہوں کی تعمیر کے علاوہ عادلانہ و منصفانہ حکومت' مذہبی رواداری' تعصبات میں کمی اور ہندوؤں سے حسن سلوک اور دلجوئی بھی اس کے عہد حکومت کے امتیازات ہیں۔

بڈشاہ کے عہد تک سلاطین کے اس قدر متنوع خدمات اور کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ طویل عرصہ تک اسلام کا عہد زریں جاری رہا۔ (۴۴)

کشمیری مسلمانوں کے لئے دور ابتلاء

اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد کشمیر میں عہد اسلامی دن بدن کمزور ہونے لگا۔ مزید برآں شیعہ سنی فسادات بڑھنے اور کشمیر کی تہذیب و ثقافت بلکہ حکمرانوں پر ہندو اثرات پھر سے غلبہ پانے لگے۔ مغلیہ سلطنت کے زوال کے ساتھ ہی کشمیر میں مسلمانوں کے لئے حالات بے حد دگرگوں ہوگئے۔

کشمیری مسلمانوں پر ابتلاء کا دور افغان عہد (۱۷۵۳ تا ۱۸۱۹ء) میں ایک ہندو حکمران سکھ جیون

مل کی حکومت میں شروع ہوا' جب اس نے وہ تمام جاگیریں جو برس ہا برس سے مسجدوں اور خانقاہوں کے لئے وقف تھیں' ضبط کرلیں۔ اس کا ایک مشیر پنڈت مہانند ور کشمیر سے اسلامی تہذیب و ثقافت مٹانے پر کمربستہ رہا۔ اس نے بادشاہ پر اثر انداز ہو کر ہندو مسلم فسادات کا سلسلہ شروع کروا دیا اور بعد ازاں مسلم امراء و حکام کو دربار سے خارج کروادیا۔

سکھ عہد (۱۸۱۹ء تا ۱۸۴۶ء) بھی مسلمانوں کے لئے آزمائشوں کا دور تھا۔ کشمیر میں سکھوں کی آمد اور غلبہ مسلمانوں کے تاحال دور غلامی کا آغاز ثابت ہوا۔ سکھ حکمران دیوان مصر چند نے اپنے سہ ماہی دور اقتدار میں مسلمانوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کردیا اور اسلامی درس گاہوں' مسجدوں اور خانقاہوں کی املاک ضبط کرکے مرکزیت ختم کرنے کی کوشش کی۔ علاوہ ازیں صنعت و حرفت میں ہندوؤں کی اجارہ داری قائم کرکے مسلمانان کشمیر کو معاشی عدم استحکام سے دوچار کردیا۔ اسی زمانے میں پونچھ میں تحریک آزادی کا آغاز ہوا۔

ڈوگرہ عہد (۱۸۴۶ تا ۱۹۴۷ء) مسلمانان کشمیر کے لئے سیاسی' مذہبی' تہذیبی' ثقافتی اور معاشی ہر اعتبار سے غلامی کا بدترین دور ثابت ہوا۔ اس عہد میں مسلمانوں کو فوج میں نوکری سے محروم کردیا گیا۔ سرکاری نوکریوں کے دروازے بند اور اسلحہ رکھنے سے روک دیا گیا' بلکہ مذہبی رسوم کی ادائیگی میں آزادی بھی ختم کردی گئی۔ (۴۵)

مسلمانان کشمیر پر ابتلاء کا یہ طویل دور ابھی ختم نہیں ہوا۔ انسانی حقوق کے تحفظ کی دعویدار' تہذیب و تمدن کے علمبردار' مذہبی آزادی اور جمہوری حقوق کی محافظ اقوام عالم اور بالخصوص ہندو سامراج مسلمانان کشمیر پر ہونے والے ڈیڑھ سو سالہ ظلم و ستم کو نہیں روک سکے۔ اسلامی تصوف کے پیروکار' سنت رسولؐ اور تعلیمات اسلام کو مینارۂ نور بنائے ہوئے کشمیری مسلمان صوفیائے عظام کے نقوش پا پر چلتے ہوئے آج بھی کشمیر میں غلبہ اسلام اور آزادی کی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

آفریں ہے ان بے دست و پا' مقہور و مجبور' مظلوم کشمیری مسلمانوں پر جو اپنے عہد ماضی کی شاندار اسلامی روایات' صوفیاء و سلاطین اور مبلغین اسلام کی لازوال جدوجہد کے تحفظ اور احیاء کی خاطر اپنے گھربار' مال و متاع' سکون و آرام' عزت و آبرو اور ۴۵ ہزار سے زائد جگرگوشوں کا نذرانہ جان پیش کرچکے ہیں۔ شہادتوں اور قربانیوں کا یہ سفر تھما نہیں' بلکہ ہر آنے والے دن تیز تر ہوتا جارہا ہے' خون شہیداں نہ صرف کشمیری مسلم قوم کی حیات کا باعث ہوگا' بلکہ انشاء اللہ اسلام کے عالمی غلبہ اور امت مسلمہ کے عروج کا پیش خیمہ بھی ثابت ہوگا۔

ماخذ

۱۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ' لاہور' ج ۱۷' ۱۹۷۸ء۔

۲۔ "ادبی دنیا" مجلہ' کشمیر نمبر۔ لاہور۔

۳۔ امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ ۔ ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر۔ لاہور' ۱۹۷۲ء۔

۴۔ اولیائے کشمیر' محمد طیب نقش بندی' لاہور ۔ ۱۹۸۶ء۔

۵۔ آب کوثر' شیخ محمد اکرام' لاہور' ۱۹۸۶ء

۶۔ پاکستان میں فارسی ادب کی تاریخ ۔ ڈاکٹر ظہور الدین احمد' ج : ۱'۳'۴' لاہور' ۱۹۷۴ء

۷۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند' پنجاب یونیورسٹی لاہور' ج : ۱'۲' ۱۴' ۲۷۔۱۹۷۱ء

۸۔ تاریخ اقوام کشمیر' محمد دین فوق' ۱۹۹۱ء لاہور۔

۹۔ تاریخ جموں' مولوی حشمت اللہ خان لکھنوی' لاہور۔

۱۰۔ تاریخ کشمیر اسلامی عہد میں' ڈاکٹر صابر آفاقی' لاہور' ۱۹۸۸ء

۱۱۔ تاریخ کشمیر' عنصر صابلی' لاہور' ۱۹۹۱ء

۱۲۔ تذکرہ اولیائے لاہور' محمد لطیف ملک' لاہور' ۱۹۶۲ء

۱۳۔ تذکرہ حضرت ایشاں' میاں اخلاق احمد' لاہور' ۱۹۸۵ء

۱۴۔ تذکرہ علمائے ہند' مولوی رحمان علی (ترجمہ ایوب قادری)' کراچی : ۱۹۶۱ء

۱۵۔ جلوۂ کشمیر' ڈاکٹر صابر آفاقی' لاہور' ۱۹۸۰ء

۱۶۔ جہاد کشمیر' مشتاق احمد صدیقی' لاہور

۱۷۔ حدیقۃ الاولیاء' مفتی غلام سرور لاہوری' لاہور' ۱۹۷۶ء

۱۸۔ خزینۃ الاصفیاء' مفتی غلام سرور لاہوری' لاہور' ۱۹۸۳ء

۱۹۔ رہنمائے کشمیر' محمد دین فوق' لاہور' ۱۹۲۳ء

۲۰۔ شباب کشمیر' محمد دین فوق' میرپور آزاد کشمیر' ۱۹۸۷ء

۲۱۔ علمائے ہند کا شاندار ماضی' سید محمد میاں' لاہور' ۱۹۷۷ء

۲۲۔ فرہنگ اولیائے پاک و ہند' مقالہ ایم اے' پنجاب یونیورسٹی لاہور ۸۵'۱۹۸۴ء

۲۳۔ کشمیر' سلاطین کے عہد میں' محب الحسن خان' اسلام آباد' ۱۹۹۰ء

۲۴۔ کشمیر' عہد بہ عہد' ڈاکٹر ایم ایس ناز' لاہور' ۱۹۹۳ء

۲۵۔ کشمیر میں اشاعت اسلام' سلیم خان گمی' پشاور' ۱۹۶۶ء

۲۶۔ گلدستہ کشمیر' پنڈت خستہ ہرگوپال کول' لاہور' ۱۸۸۳ء

۲۷۔ گلزار صوفیاء ' عالم فقری ' لاہور
۲۸۔ نزہتہ الخواطر ' عبدالحی الحسنی ' حیدر آباد دکن ' ۱۹۵۵ء (اردو ترجمہ ۔ لاہور ۱۹۸۵ء)
۲۹۔ نقوش کشمیر ' علم الدین سالک ' لاہور ' ۱۹۹۳ء

حوالہ جات و حواشی

۱۔ تفصیلات کے لئے : کشمیر میں اشاعت اسلام (گمی) ص : ۹ تا ۲۳' جلوۂ کشمیر (آفاقی) ص : ۱۰' اردو دائرہ معارف اسلامی ۔ ج : ۱۷ ' ص : ۳۰۰

۲۔ اکثر کتب تاریخ میں "خمیم بن سامہ" مذکور ہے' جبکہ بعض مقامات پر "حمیم بن سامہ" ' "خمیم بن شمس" اور "خمیم شامی" مذکور ہے۔

۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (جلد : ۱۷ ' ص : ۳۰۰) کے مقالہ نگار کے مطابق حمیم سامہ ۷۱۲ء میں کشمیر آیا۔ جہاں کے راجہ نے کلر کہار ضلع جہلم میں راجہ داہر کے بیٹے جے سیہ کو حکمرانی دے دی۔ اس کے مرنے کے بعد حمیم سامہ اس کا جانشین بنا' اور اس نے وہاں متعدد مساجد تعمیر کروائیں۔ ایک دوسری روایت (کشمیر میں اشاعت اسلام ۔ گمی ص : ۳۶) کے مطابق حمیم سامہ ' جے سیہ کے ساتھ سری نگر کے قریب "شاہ کلہ" میں آباد ہوا۔ (ممکن ہے یہ ایک ہی جگہ ہو' جس کے دو علیحدہ نام بیان کیے گئے ہیں) اسی روایت کے مطابق (گمی ص : ۳۸) حمیم سامہ محمد بن قاسم کی مخالف پارٹی کا رکن تھا' جس نے ابن قاسم کے خلاف راجہ داہر کا ساتھ دیا۔

۴۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے۔ کشمیر میں اشاعت اسلام (گمی) ص : ۲۷' ۲۶' نزہتہ الخواطر (عبدالحی) ج : ۱ ' ص : ۶۶' اردو دائر معارف اسلامیہ : ج : ۱۷ ' ص : ۱' ۳۰۰'امیر کبیر علی ہمدانی (سیدہ اشرف) ص : ۳۴-۱۲۴

۵۔ رنچن شاہ کے مختلف نام تواریخ میں مذکور ہیں جو یہ ہیں : رتنجو' رنجو شاہ' ریچن' رتنچن' ربجوئی' ریچن شاہ' دیکھئے 'کشمیر عہد بہ عہد : (ایم ایس ناز) ص : ۱۱۳

تفصیلات کے لئے کشمیر عہد بہ عہد (ناز) ص ۔ ۱۱۳' رہنمائے کشمیر (فوق) ص : ۸۰-۷۹' خزینہ الاصفیاء' سرور لاہوری ص : ۲۶۱ 'کشمیر میں اشاعت اسلام' (گمی) ص : ۴۴' آب کوثر (اکرام) ص : ۳۷۵' جلوۂ کشمیر (آفاقی) ص : ۱۰۰' اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۔ ج ۱۷ ' ص : ۳۰۱

۶۔ کشمیر میں اشاعت اسلام (گمی) ص : ۶۳

۷۔ دیکھئے کشمیر میں اشاعت اسلام (گمی) ص : ۴۹ ' تاریخ کشمیر (آفاقی) ص : ۶۷ ' اردو دائرہ معارف اسلامیہ : ج ۱۷ ص : ۳۰۱'۲

۸۔ دیکھئے : کشمیر میں اشاعت اسلام' (گمی) ص : ۴۹ ' کشمیر عہد بہ عہد (ناز) ص : ۱۱۷

۹۔ بعض تواریخ میں یہ نام "شاہ مرزا" بیان کیا گیا ہے۔ دیکھئے : نزہتہ الخواطر (الحسنی) ج ' ۲ ' ص : ۱۳-۷ ' آب کوثر ' اکرام ' ص : ۳۴۷

۱۰۔ تفصیلات کے لئے : کشمیر میں اشاعت اسلام (گمی) ' کشمیر سلاطین کے عہد میں (محب الحسن) ' تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند ج : ۱۴'۲ ' تاریخ کشمیر (آفاقی) ' جلوۂ کشمیر (آفاقی)

۱۱۔ جلوۂ کشمیر (آفاقی) ص : ۶۹' ۶۸

۱۲۔ جلوۂ کشمیر (آفاقی) ص : ۳-۷-۷۰ ' ادبی دنیا۔ مقالہ کشمیر کے عہد اسلامی کا عربی لٹریچر۔ اسداللہ قریشی ۔ ص : ۱۵-۲۱۱ ' تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند ' ج ۲-۱۴ ' دائرہ معارف اسلامیہ ج ۱۷ ص : ۳۰۵۶

۱۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۔ ج ۱۷ ص : ۶'۳۰۵ ' جلوۂ کشمیر (آفاقی)

۱۴۔ کشمیر۔ عہد بہ عہد (ایم ایس ناز) ص : ۲۵۸

۱۵۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے : نزہتہ الخواطر۔ ج : ۵'۴'۳ ' حدائق الحنفیہ (جہلمی) ' جلوۂ کشمیر (آفاقی) ' پاکستان میں فارسی ادب کی تاریخ (ظہور الدین) ج : ۴'۳ ' ردو کوثر (اکرام) ' تذکرہ علمائے ہند (رحمان علی)۔

۱۶۔ تفصیلات کے لئے : پاکستان میں فارسی ادب کی تاریخ (ظہور الدین) ج : ۳ ' حدیقہ الاولیاء (غلام سرور) ' شہاب کشمیر (فوق) ' تکمل تاریخ کشمیر (فوق) ' نزہتہ الخواطر۔ ج : ۳-۴-۵ ' گلزار صوفیاء : (فقری) ' تذکرہ علمائے ہند (رحمان علی) ' کشمیر سلاطین کے عہد میں' (محب الحسن) ' امیر کبیر علی ہمدانی (سیدہ اشرف) ' کشمیر میں اشاعت اسلام (گمی) ' تاریخ جموں (حشمت)۔

۱۷۔ جلوۂ کشمیر (آفاقی) ص : ۱۳۔

۱۸۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۔ ج : ۱۷ ' ص : ۳۰۳

۱۹۔ شباب کشمیر (فوق) ص : ۵۸' ۲۵۷

۲۰۔ کشمیر سلاطین کے عہد میں' (محب الحسن) ص ' ۳۱۸ ' جلوۂ کشمیر' (آفاقی) ص : ۱۱۵ ' دائرہ معارف : ج : ۱۷ ' ص : ۳۰۳

۲۱۔ جلوۂ کشمیر (آفاقی) ص : ۱۰۵

۲۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ' ج : ۱۷ ' ص : ۳۰۵

۲۳۔ امیر کبیر سید علی ہمدانی (سیدہ اشرف) ص : ۱۱۷

۲۴۔ تاریخ کشمیر اسلامی عہد میں (آفاقی) ص : ۶۴

۲۵۔ امیر کبیر سید علی ہمدانی (سیدہ اشرف) ص : ۱۴-۱۱۲

۲۶۔ تذکرہ اولیائے پاک و ہند (مرزا اختر) ص : ۴۳۲ ' تاریخ کشمیر (فوق) ص : ۱۴۷ ' تاریخ کشمیر اسلامی عہد میں (آفاقی) ص : ۲۱۷

۲۷۔ جلوۂ کشمیر (آفاقی) ص : ۱۳

۲۸۔ کشمیر عہد بہ عہد (ایم ایس ناز) ص : ۱۱۶'۱۷

۲۹۔ تفصیلات کے لئے : امیر کبیر سید علی ہمدانی (سیدہ اشرف) ص : ۹۷-۹۱ ' علمائے ہند کا شاندار ماضی (محمد میاں) ص : ۵۰'۳۴۹ جلوۂ کشمیر (آفاقی) ص : ۲۴-۲۱

۳۰۔ تفصیلات کے لئے : امیر کبیر سید علی ہمدانی (سیدہ اشرف) ' نقوش کشمیر (سالک) ص : ۱۰۴-۱۰۰ ' دائرہ معارف : ج : ۱۷ ' ص : ۳۰۵

۳۱۔ تفصیلات کے لئے : شباب کشمیر (فوق) ص : ۳۱ ' ۱۳۰ ' تذکرہ حضرت ایشاں ' اخلاق ' ص : ۹۳ ' تاریخ اقوام کشمیر ' فوق ' ص : ۱۴۶

۳۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۔ ج : ۱۷ ' ص : ۳۰۵ ' رہنمائے کشمیر (فوق)

۳۳۔ کشمیر میں اشاعت اسلام (گی) ص : ۲۹-۲۲۷

۳۴۔ جلوۂ کشمیر (آفاقی) ص : ۱۰۸-۹۹

۳۵۔ تاریخ کشمیر اسلامی عہد میں (آفاقی) ص : ۲۲۱

۳۶۔ تذکرہ حضرت ایشاں (اخلاق) ص : ۲۸

۳۷۔ پاکستان میں مذہبی ادب کی تاریخ (ظہور الدین) ج : ۳ ' ص : ۳۲۴'۲۵ ' جلوۂ کشمیر (آفاقی) ' نزہتہ الخواطر (حسنی) ج : ۲ ص : ۱۱۷

۳۸۔ کشمیر سلاطین کے عہد میں (محب الحسن) ص : ۳۱۸ ' نزہتہ الخواطر (حسنی) ج ۲ ' ص ۷۵'۷۴ ' خزینۃ الاصفیاء (غلام سرور) ۲۶۱'۶۲

۳۹۔ امیر کبیر سید علی ہمدانی (سیدہ اشرف) ص : ۱۱۳'۱۴ ' جلوۂ کشمیر ' آفاقی ' ص : ۲۰

۴۰۔ دائرہ معارف اسلامیہ : ج : ۱۷ ' ص : ۳۰۳ ' اولیائے کشمیر (طیب) ۲۴-۲۱ ' نزہتہ الخواطر (حسنی) ج : ۳ ' ص : ۲۱۵